مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (سورۃ الأحزاب 40)

سیرت النبی ﷺ

کے چند پہلو

ڈاکٹر مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی

Dr. Mohammad Najeeb Qasmi

www.najeebqasmi.com



مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

(مسلمانو!) محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔ (سورۃ الاحزاب: ۴۰)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند پہلو

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

Dr. Mohammad Najeeb Qasmi

www.najeebqasmi.com

Diverse Aspects of Seerat-un-Nabi

By Dr. Mohammad Najeeb Qasmi

نام کتاب: سیرت النبی ﷺ کے چند پہلو
مصنف: ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی
پہلا ایڈیشن: مارچ ۲۰۱۶ء

www.najeebqasmi.com
najeebqasmi@gmail.com

Publisher ناشر

فریڈم فائٹر مولانا اسماعیل سنبھلی ویلفیئر سوسائٹی، دیپا سرائے، سنبھل، یوپی، ہندوستان
Freedom Fighter Molana Ismail Sambhali Welfare Society, Deepa Sarai, Sambhal U.P. Pin Code: 244302

کتاب مفت ملنے کا پتہ

ڈاکٹر محمد مجیب، دیپا سرائے، سنبھل، مراد آباد، یوپی، 244302

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْم ِوَعَلٰی آلِہِ وَاَصْحَابِہِ اَجْمَعِیْن.

پیش لفظ

حضور اکرم ﷺ نہ صرف خاتم النبیین ہیں بلکہ آپ ﷺ کی رسالت عالمی بھی ہے، یعنی آپ ﷺ صرف قبیلہ قریش یا عربوں کے لئے نہیں، بلکہ پوری انسانیت کے لئے، اسی طرح صرف اُس زمانہ کے لئے نہیں جس میں آپ ﷺ پیدا ہوئے بلکہ قیامت تک آنے والے تمام انس وجن کے لئے نبی ورسول بنا کر بھیجے گئے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں امت مسلمہ خاص کر علماء دین کی ذمہ داری ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد دین اسلام کی حفاظت کرکے قرآن وحدیث کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچائیں۔ چنانچہ علماء کرام نے اپنے اپنے زمانہ میں رائج جائز طریقوں سے اس اہم ذمہ داری کو بحسن خوبی انجام دیا۔ علماء کرام کی قرآن وحدیث کی بے لوث خدمات کو بھلایا نہیں کیا جاسکتا ہے اور انشاء اللہ ان علمی خدمات سے کل قیامت تک استفادہ کیا جاتا رہے گا۔ عصر حاضر میں نئی ٹکنولوجی (ویب سائٹ، واٹس اپ، موبائل ایپ، فیس بک اور یوٹوب وغیرہ) کو دین اسلام کی خدمت کے لئے علماء کرام نے استعمال کرنا شروع تو کردیا ہے مگر اس میں مزید اور تیزی سے کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

الحمد للہ، بعض احباب کی ٹیکنیکل سپورٹ اور بعض محسنین کے مالی تعاون سے ہم نے بھی دین اسلام کے خدمت کے لئے نئی ٹکنولوجی کے میدان میں گھوڑے دوڑا دئے ہیں تاکہ اس خلا کو ایسی طاقتیں پُر نہ کردیں جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوں۔ چنانچہ ۲۰۱۳ میں ویب سائٹ لانچ کی گئی، ۲۰۱۵ میں تین زبانوں میں دنیا کی پہلی موبائل ایپ (**Deen-e-Islam**) اور پھر احباب کے تقاضہ پر حجاج کرام کے لئے تین زبانوں میں خصوصی ایپ (**Hajj-e-Mabroor**) لانچ کی گئی۔ ہندوپاک کے متعدد علماء کرام واداروں نے دونوں ایپس کے لئے تائیدی خطوط تحریر فرماکر عوام وخواص سے دونوں ایپس سے استفادہ کرنے کی درخواست کی۔ یہ تائیدی خطوط دونوں ایپس کا حصہ ہیں۔ زمانہ کی رفتار سے چلتے ہوئے قرآن وحدیث کی روشنی میں مختصر دینی پیغام خوبصورت امیج کی شکل میں مختلف

ذرائع سے ہزاروں احباب کو پہنچ رہے ہیں، جو عوام وخواص میں کافی مقبولیت حاصل کئے ہوئے ہیں۔

ان دونوں ایپس (دین اسلام اور حج مبرور) کو تین زبانوں میں لانچ کرنے کے ضمن میں میرے تقریباً ۲۰۰ مضامین کا انگریزی اور ہندی میں مستند ترجمہ کروایا گیا۔ ترجمہ کے ساتھ زبان کے ماہرین سے ایڈیٹنگ بھی کرائی گئی۔ ہندی کے ترجمہ میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ ترجمہ آسان وعام فہم زبان میں ہوتا کہ ہر عام وخاص کے لئے استفادہ کرنا آسان ہو۔

اللہ کے فضل وکرم اور اس کی توفیق سے اب تمام مضامین کے انگریزی اور ہندی ترجمہ کو موضوعات کے اعتبار سے کتابی شکل میں ترتیب دے دیا گیا ہے تاکہ استفادہ عام کیا جاسکے، جس کے ذریعہ ۱۴ کتابیں انگریزی میں اور ۱۴ کتابیں ہندی میں تیار ہوگئی ہیں۔ اردو میں شائع شدہ ۷ کتابوں کے علاوہ ۱۰ مزید کتابیں طباعت کے لئے تیار کردی گئی ہیں۔ اس کتاب (سیرت النبی ﷺ کے چند پہلو) میں حضور اکرم ﷺ کی سیرت سے متعلق متعدد مضامین (وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا، رحمۃ للعالمین ﷺ کی سیرت رب العالمین کی زبانی، حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں، حضرت محمد ﷺ کے جوامع الکلم، حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی ناقابل برداشت، مختصر سیرت نبوی ﷺ، نبی اکرم ﷺ کی اولاد وازواج مطہرات اور لباس النبی ﷺ) کتابی شکل میں ترتیب دئے گئے ہیں تاکہ استفادہ عام ہوسکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ان ساری خدمات کو قبولیت ومقبولیت سے نواز کر مجھے، ایپس کی تائید میں خطوط تحریر کرنے والے علماء کرام، ٹیکنیکل سپورٹ کرنے والے احباب، مالی تعاون پیش کرنے والے محسنین، مترجمین، ایڈیٹنگ کرنے والے حضرات خاصکر جناب عدنان محمود عثمانی صاحب، ڈیزائنر اور کسی بھی نوعیت سے تعاون پیش کرنے والے حضرات کو دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔ آخر میں دار العلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی دامت برکاتہم، مولانا محمد اسرار الحق قاسمی صاحب (ممبر آف پارلیمینٹ) اور پروفیسر اختر الواسع صاحب (لسانیات کے کمشنر، وزارت اقلیتی بہبود) کا خصوصی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود اپنی تقریظ تحریر فرمائی۔ ڈاکٹر شفاعت اللہ خان صاحب کا بھی مشکور ہوں جن کی کاوشوں سے ہی یہ پروجیکٹ پائے تکمیل کو پہنچا ہے۔

محمد نجیب قاسمی سنبھلی (ریاض) ۵ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ = ۱۴ مارچ ۲۰۱۶ء

(Mufti) Abul Qasim Nomani
Mohtamim (VC) Darul Uloom Deoband

(مفتی) ابو القاسم نعمانی
مہتمم دار العلوم دیوبند، الہند

PIN- 247554 (U.P.) INDIA Tel: 01336-222429, Fax: 01336-222768 E-mail: info@darululoom-deoband.com

Ref. No..........

Date:....................

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

جناب مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی مقیم ریاض (سعودی عرب) نے دینی معلومات اور شرعی احکام کو زیادہ سے زیادہ اہل ایمان تک پہونچانے کے لئے جدید وسائل کا استعمال شروع کرکے، دینی کام کرنے والوں کے لیے ایک اچھی مثال قائم فرمائی ہے۔

چنانچہ سعودی عرب سے شایع ہونے والے اردو اخبار (اردو نیوز) کے دینی کالم (روشنی) میں مختلف عنوانات پر ان کے مضامین مسلسل شایع ہوتے رہتے ہیں۔اور موبائل ایپ اور ویب سائٹ کے ذریعہ بھی وہ اپنا دینی پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہونچا رہے ہیں۔ ایک اچھا کام یہ ہوا ہے کہ زمانہ کی ضرورت کے تحت مولانا نے اپنے اہم اور منتخب مضامین کے ہندی اور انگریزی میں ترجمے کرادیئے ہیں، جو الیکٹرونک بک کی شکل میں جلد ہی لانچ ہونے والے ہیں۔

اور امید ہے کہ مستقبل میں یہ پرنٹ بک کی شکل میں بھی دستیاب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ مولانا قاسمی کے علوم میں برکت عطا فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔مزید علمی افادات کی توفیق بخشے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند
۱۴۳۷/۶/۳ھ

Mohammad Asrarul Haque
Member of Parliament
(Lok Sabha)
15, South Avenue, New Delhi-110011
Ph.: 011-23795046 Telefax: 011-23795314

تاثرات

عصر حاضر میں دینی تعلیمات کو جدید آلات ووسائل کے ذریعہ عوام الناس تک پہنچانا وقت کا اہم تقاضہ ہے، اللہ کا شکر ہے کہ بعض دینی، معاشرتی اور اصلاحی فکر رکھنے والے حضرات نے اس سمت میں کام کرنا شروع کردیا ہے، جس کے سبب آج انٹرنیٹ پر دین کے تعلق سے کافی مواد موجود ہے۔ اگرچہ اس میدان میں زیادہ تر مغربی ممالک کے مسلمان سرگرم ہیں لیکن اب ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مشرقی ممالک کے علماء وداعیان اسلام بھی اس طرف متوجہ ہورہے ہیں جن میں عزیزم ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی صاحب کا نام سرفہرست ہے۔ وہ انٹرنیٹ پر بہت سادینی موادڈال چکے ہیں، باضابطہ طور پر ایک اسلامی واصلاحی ویب سائٹ بھی چلاتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی کا قلم رواں دواں ہے۔ وہ اب تک مختلف اہم موضوعات پر سینکڑوں مضامین اور کئی کتابیں لکھ چکے ہیں۔ ان کے مضامین پوری دنیا میں بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ وہ جدید ٹکنالوجی سے بخوبی واقف ہونے کی وجہ سے اپنے مضامین اور کتابوں کو بہت جلد دنیا بھر میں ایسے ایسے لوگوں تک پہنچادیتے ہیں جن تک رسائی آسان کام نہیں ہے۔ موصوف کی شخصیت علوم دینی کے ساتھ علوم عصری سے بھی آراستہ ہے۔ وہ ایک طرف عالم دین ہیں، تو دوسری طرف ڈاکٹر ومحقق بھی اور کئی زبانوں میں مہارت بھی رکھتے ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ وہ فعّال ومتحرک نوجوان ہیں۔ جس طرح وہ اردو، ہندی، انگریزی اور عربی میں دینی واصلاحی مضامین اور کتابیں لکھ کر عوام کے سامنے لارہے ہیں، وہ اس کے لئے تحسین اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ان کی شب وروز کی مصروفیات وجدوجہد کو دیکھتے ہوئے ان سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ مستقبل میں بھی اسی مستعدی کے ساتھ مذکورہ تمام کاموں کو جاری رکھیں گے۔ میں دعاگو ہوں کہ باری تعالیٰ ان سے مزید دینی، اصلاحی اور علمی کام لے اور وہ اکابرین کے نقش قدم پر گامزن رہیں۔ آمین!

مخلص

(مولانا) محمد اسرارالحق قاسمی
ایم۔ پی۔ لوک سبھا (انڈیا)
وصدر آل انڈیا تعلیمی وملی فاؤنڈیشن، نئی دہلی

Email:asrarulhaqqasmi@gmail.com

प्रो. अख़्तरूल वासे
आयुक्त
PROF. AKHTARUL WASEY
Commissioner

सत्यमेव जयते

भाषाजात अल्पसंख्यकों के आयुक्त
अल्पसंख्यक कार्य मंत्रालय
भारत सरकार
Commissioner for Linguistic Minorities in India
Ministry of Minority Affairs Government of India

تقریظ

اطلاعاتی انقلاب برپا ہونے کے بعد جس طرح ہر قسم کی معلومات انٹرنیٹ کے ذریعہ آنکھوں کی دو پتلیوں میں سما گئی ہیں۔ اس نے "گاگر میں ساگر" اور "کوزے میں دریا" کے تخیلاتی تصورات کو نہ صرف حقیقت بنا دیا ہے بلکہ ان پر ہمارا انحصار روز بروز ناگزیر ہوتا جارہا ہے۔ گوگل (Google) ہو یا وکی پیڈیا (Wikipaedia) یا پھر دوسری سوشل سائٹس انہوں نے ترسیل وابلاغ کو وہ ہمہ جہت رخ اور رفتار کی تیزی عطا کی ہے کہ فراق وفصل کے تمام تصورات بے معنیٰ ہو کر رہ گئے ہیں۔ لیکن اس اطلاعاتی انقلاب نے ایک پیچیدہ مسئلہ یہ پیدا کر دیا ہے کہ اطلاعات رسانی اور خبروں تک رسائی میں حقائق سے گریز یا ان کو مسخ کرنے کا چلن بھی اس طرح شامل ہو گیا ہے اور اس سچائی کو اسلام اور مسلمانوں سے بہتر کون جانتا ہے۔ دوسرا سنگین مسئلہ یہ ہے کہ باخبر ہونے اور معلومات حاصل کرنے کے لئے اب مطالعہ کی عادت لوگوں میں خاصی کم ہوتی جا رہی ہے۔ کیونکہ موبائیل کے روپ میں دنیا ان کی مٹھی میں سمائی رہتی ہے اور وہ سب کچھ اسی کے ذریعہ جاننا چاہتے ہیں۔ اس چیلنج اور مسئلے کے حل کے لئے ضروری ہے کہ ہم غلط بیانیوں اور حقائق کو دنیا پر آشکار کرنے کے لئے اور اپنے ہم مذہبوں خاص طور پر نئی نسل کو صحیح معلومات فراہم کرنے، انہیں رہنمائی دینے اور ان کے شعور میں بالیدگی اور پختگی لانے کے لئے اس اطلاعاتی انقلاب کے جتنے بھی وسائل وذرائع ہیں ان کا بھرپور استعمال کریں۔

مجھے خوشی ہے کہ ہمارے ایک موقر اور معتبر عالم حضرت دین مولانا محمد نجیب قاسمی نے جو از ہر ہند دارالعلوم دیوبند کے قابل فخر ابنائے قدیم میں سے ہیں اور عرصہ سے مملکت سعودی عرب کی راجدھانی ریاض میں برسرکار ہیں، انہوں نے اس ضرورت کو بخوبی سمجھا اور دنیا کی پہلی اسلامی موبائیل ایپ "دین اسلام" اور "حج مبرور" اردو، انگریزی اور ہندی میں تیار کیا تھا اور اب وقت گزرنے کے ساتھ نئے سوالات کی روشنی اور علمی ضرورتوں کے تحت نئے مضامین اور نئے بیانات شامل کر کے ایک دفعہ پھر نئے انداز کے ساتھ پیش کرنے جا رہے ہیں۔ مزید برآں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر دین کے حوالہ سے دوسو مضامین کے الیکٹرونک ایڈیشن کو بھی منظر عام پر لایا جا رہا ہے۔ مجھے وقتاً فوقتاً محترم مولانا محمد نجیب قاسمی صاحب کے مقالے، الیکٹرانک مضامین اور علمی فتوحات سے استفادہ کرنے کا موقعہ ملتا رہا ہے۔ مجھے ان کے متوازن، اعتدال پسند اور عالمانہ اندازِ تحریر نے ہمیشہ متاثر کیا۔ میں مولانا نجیب قاسمی کی خدمت میں ہدیۂ تبریک وتشکر پیش کرتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کی عمر میں درازی، علم میں اضافہ اور قلم میں مزید پختگی عطا فرمائے۔ کیونکہ:

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

(پروفیسر اختر الواسع)
سابق ڈائریکٹر: ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز
سابق صدر: شعبہ اسلامک اسٹڈیز جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
سابق وائس چیرمین: اردو اکادمی، دہلی

14/11, जाम नगर हाउस, शाहजहाँ रोड, नई दिल्ली–110011
14/11, Jam Nagar House, Shahjahan Road, New Delhi-110011
Tel: (O) 011-23072651-52 Email: wasey27@gmail.com Website: www.nclm.nic.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْم ِوَعَلیٰ آلِہِ وَاَصْحَابِہِ اَجْمَعِیْن.

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

نبوت ایک عظیم منصب: نبوت ایسا عظیم منصب ہے جو ہر کسی کو عطا نہیں کیا جاتا ہے، اور نہ کوئی شخص اپنی خواہش اور کوشش وجدجہد سے اس منصب پر فائز ہوسکتا ہے۔ یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جس کو چاہتا ہے اسے اپنے فضل وکرم سے نوازتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے رسول منتخب کرلیتا ہے فرشتوں میں سے اور لوگوں میں سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ (سورۃ الحج ۷۵) ہم سب کا یہ ایمان ہے کہ تمام انبیاء کرام عام لوگوں کے مقابلے میں بہت زیادہ افضل وبہتر ہیں، مگر خود انبیاء کرام بھی یکساں فضیلت کے حامل نہیں ہیں۔ بعض انبیاء کرام کا درجہ بعض دوسرے انبیاء کرام سے بڑھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ حضرات انبیاء ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ بعض ان میں وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ہے اور بعض کو ان میں سے بہت سے درجوں پر سرفراز کیا ہے۔ (سورۃ البقرہ ۲۵۳) اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مبعوث فرمائے جو سب لائق تعظیم اور انتہائی فضیلت کے حامل ہیں۔ مگر آخری نبی حضور اکرم ﷺ سب سے افضل وبلند مرتبہ والے ہیں۔ اگرچہ حضور اکرم ﷺ سب سے آخر میں نبی ورسل بنا کر بھیجے گئے مگر آپ ﷺ تمام انبیاء ورسل بلکہ ساری مخلوقات میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔ اب تک

تمام انبیاء کرام ورسل کو خاص زمانہ اور خاص لوگوں کے لئے مبعوث فرمایا گیا مگر تاجدار مدینہ حضور اکرم ﷺ کو پوری دنیا میں قیامت تک آنے والے تمام انس وجن کے لئے نبی ورسل بنا کر بھیجا گیا۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا: آپ ﷺ کی عظمت وفضیلت پر بہت کچھ لکھا گیا اور بولا گیا ہے اور جب تک دنیا باقی ہے حضور اکرم ﷺ کے اوصاف حمیدہ بیان کئے جاتے رہیں گے۔اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب جسے اللہ تعالیٰ نے ۲۳ سال کے عرصہ میں حضور اکرم ﷺ پر بذریعہ وحی نازل فرمائی، سرکار دوعالم ﷺ کے محاسن وفضائل اور کمالات کا ایک حسین وجمیل گلدستہ بھی ہے، اور آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ واوصاف حسنہ کا ایک خوب صورت اور صاف شفاف آئینہ بھی۔قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آپ ﷺ کا ذکر خیر موجود ہے، کہیں آپ کو اللہ کا رسول کہا گیا ہے، کہیں لوگوں کو خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بتلایا گیا ہے، کہیں کہا گیا ہے کہ اے محمد آپ کی رسالت پوری کائنات کے لئے ہے، کہیں کہا آپ آخری نبی ہیں۔کہیں فرمایا: اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ کہیں فرمایا: سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرَی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی کہیں فرمایا: اِنَّآ اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرْ کہیں فرمایا: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُولِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ کہیں فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہُ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ، یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْماً... غرضیکہ قرآن کریم میں آپ ﷺ کے بے شمار اوصاف بیان کئے گئے ہیں مگر وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن (سورۃ الانبیاء ۱۰۷) کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ

ﷺ کا ایک امتیازی وصف بیان کیا ہے۔ اور وہ ہے کہ ہم نے آپ کو دنیا جہاں کے لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ یعنی آپ ﷺ کی ذات سراپا رحمت ہے، نہ صرف اس زمانہ کے لئے جس میں آپ مبعوث ہوئے اور نہ صرف ان لوگوں کے لئے جن کے سامنے آپ مبعوث فرمائے گئے، بلکہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے آپ ﷺ کو نبی رحمت یعنی سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سراپا رحمت: سیرت النبی کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے کفار مکہ کے ہاتھوں کیا کچھ تکلیفیں اور اذیتیں نہ سہیں، لیکن کبھی نہ کسی کے لئے بددعا فرمائی اور نہ کسی پر نزول عذاب کی تمنا کی بلکہ اگر آپ ﷺ کو عذاب کا اختیار بھی دیا گیا تب بھی ازراہ رحمت وشفقت آپ ﷺ نے ہر تکلیف نظر انداز کی اور ظالموں سے درگزر کیا، حالانکہ ان کا جرم کچھ کم نہیں تھا کہ وہ اللہ کے پیارے رسول کو ایذا دینے کے گناہ میں مبتلا ہوئے تھے، ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب قہر بن کر نازل ہونا چاہئے تھا لیکن آپ ﷺ نے ہمیشہ عفو وکرم سے کام لیا اور محض آپ کی صفت رحمت کے باعث وہ قہر خداوندی سے محفوظ رہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سراپا رحمت ہے، آپ ﷺ کی یہ خصوصیت آپ کی شخصیت کے ہر پہلو میں بہ تمام وکمال موجود ہے۔ آپ ﷺ اپنی گھریلو زندگی میں، گھر سے باہر کے معاملات میں، اپنوں اور غیروں کے ساتھ، بڑوں اور بچوں کے ساتھ، ایک ناصح مشفق اور ہمدرد غم گسار کی حیثیت سے نمایاں نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمت سے معمور دل عطا فرمایا تھا جو کمزوروں کے لئے تڑپ اٹھتا تھا، جو مسکینوں اور یتیموں کی حالت زار پر غم سے بھر جاتا تھا۔

سارے جہاں کا درد آپ ﷺ کے دل میں سمٹ آیا تھا۔ یہاں تک کہ رحمت کا وصف آپ کی طبیعت ثانیہ بن گیا تھا، کیا چھوٹا، کیا بڑا، کیا اپنا کیا پرایا، کیا مسلمان، کیا کافر سب آپ ﷺ کے رحم و کرم سے بہرہ ور ہا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کو طلاق دی گئی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ ﷺ کی تمام اولاد کا انتقال آپ ﷺ کی زندگی میں ہوا۔ آپ ﷺ کو برا بھلا کہا گیا، آپ ﷺ کے اوپر گھر کا کوڑا ڈالا گیا، آپ ﷺ کے راستوں پر کانٹے بچھائے گئے، آپ ﷺ اور آپ کے خاندان و صحابۂ کرام کا تقریباً تین سال تک بائیکاٹ کیا گیا۔ آپ ﷺ کو طرح طرح سے ستایا گیا۔ آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ آپ ﷺ کو اپنے وطن عزیز سے نکالا گیا مگر قربان جایئے اس نبی رحمت پر کہ آپ ﷺ نے اُف تک نہ کہا۔

آپ ﷺ کی بچوں پر شفقت: بچوں پر آپ ﷺ کی شفقت کا نظارہ قابل دید تھا، مدینہ منورہ کی گلیوں میں کوئی بچہ آپ کو کھیلتا کودتا نظر آتا تو آپ خوشی میں اس کو لپٹا لیا کرتے تھے، اس کو بوسے دیتے، اس کے ساتھ ہنسی مزاق کرتے، ایک مرتبہ آپ ﷺ اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پیار کررہے تھے کہ ایک دیہاتی کو یہ منظر دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی اور کہنے لگا کہ کیا آپ اپنے بچوں کو پیار بھی کرتے ہو، ہم تو نہیں کرتے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحمت کا جذبہ ختم کردیا ہے؟ ایک مرتبہ آپ ﷺ اپنی نواسی امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ سجدہ میں تشریف لے جاتے تو امامہ کو زمین پر

بٹھا دیتے اور کھڑے ہوتے تو انہیں گود میں اٹھا لیتے۔ اسی طرح ایک مرتبہ نماز کے دوران بچے کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے نماز مختصر کر دی تا کہ بچے کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نماز کی نیت باندھ کر لمبی قرأت کرنا چاہتا ہوں کہ اچانک بچے کے رونے کی آواز سن کر مختصر کر دیتا ہوں تا کہ اُس کی ماں کو پریشانی نہ ہو۔

آپ ﷺ بچوں کو بڑی محبت سے گود میں لے لیا کرتے تھے، کبھی بچے آپ کے کپڑے بھی خراب کر دیتے لیکن آپ ﷺ کو نا گواری نہ ہوتی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بچہ آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا آپ ﷺ نے اُس کو گود میں لے لیا تو اس نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوا کر کپڑے پاک کیئے اور اُس بچہ کو پھر گود میں لے لیا۔ فصل کا نیا میوہ جب آپ ﷺ کے پاس آتا تو سب سے کم عمر بچے کو جو اُس وقت موجود ہوتا عطا فرماتے۔ غرضیکہ آج سے چودہ سو سال قبل رحمۃ للعالمین نے ایسے وقت بچوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور آرام کا ذریعہ قرار دیا جب ناک اونچی کرنے کے لئے بچیوں کو زندہ دفن کر دینے کا رواج تھا۔ آپ ﷺ نے اُس وقت اُن پر تحفظ و سلامتی اور شفقت و محبت کی ایک ایسی چادر تان دی تھی جب دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی بچیوں کے تحفظ و سلامتی کے لئے کوئی قانون نہ تھا۔ رحمۃ للعالمین نے بچوں اور بچیوں کو نہ صرف دائمی تحفظ بخشا بلکہ انہیں گود میں لے کر، انہیں کندھوں پر بٹھا کر، اپنے سینے مبارک سے لگا کر، انہیں معاشرہ میں ایسا مقام دیا جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ بشریت کے تقاضہ کی بناء پر آپ ﷺ بھی رنج و غم کی کیفیات سے

گزرتے تھے اور فرطِ غم سے آپ ﷺ کی آنکھیں بھی چھلک اٹھتی تھیں۔ آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ رحم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اُن بندوں پر رحم کرتا ہے جن کے دلوں میں رحم ہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے خواتین کو معاشرہ میں عزت دی:

عورتیں فطرتاً کمزور ہوتی ہیں، آپ ﷺ نے بار بار صحابۂ کرام کو تلقین فرمائی کہ وہ عورتوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں، اُن کی دل جوئی کریں، ان کی طرف سے پیش آنی والی ناگوار باتوں پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں۔ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، اس لئے کہ یہ عورتیں تمہاری نگرانی میں ہیں۔ ایک مرتبہ لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی لڑکی کی صحیح سرپرستی کی اور اس کی اچھی تربیت کی تو یہ لڑکی قیامت کے دن اس کے لئے دوزخ کی آگ سے رکاوٹ بن جائے گی۔ آپ ﷺ نے خود اپنے طرزِ عمل سے صحابۂ کرام کے سامنے خواتین کے ساتھ حسن سلوک کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں، ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اونٹنی پر سوار ہونے لگیں تو آپ ﷺ سواری کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے گھٹنوں کے اوپر پاؤں رکھ کر اونٹنی پر سوار ہوئیں۔ آپ ﷺ کی لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں تو آپ ﷺ بہت خوش ہوتے اور انہیں اپنے ساتھ بٹھا کر ان کا بہت احترام کرتے۔ ایک مرتبہ

خواتین نے اجتماعی طور پر حاضر ہوکر عرض کیا کہ مردوں کوآپ سے استفادہ کا خوب موقع ملتا ہے، ہم عورتیں محروم رہ جاتی ہیں، آپ ہمارے لئے کوئی خاص دن اور وقت متعین فرمادیں۔آپ ﷺ نے اُن کی درخواست قبول فرمائی اور اُن کے لئے ایک دن متعین فرمادیا۔اُس دن آپ خواتین کے اجتماع میں تشریف لے جاتے اور اُن کو وعظ و نصیحت فرماتے۔حضور اکرم ﷺ نے بیواؤں سے نکاح کرکے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ بیواؤں کو تنہا نہ چھوڑو بلکہ انہیں بھی اپنے معاشرہ میں عزت بخشو۔

آپ ﷺ نے خادموں اور نوکروں کا خیال رکھا: آپ ﷺ کو خادموں اور نوکروں کا بھی بڑا خیال تھا چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ خادم تمہارے بھائی ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارا ماتحت بنادیا ہے، اگر کسی کا بھائی اُس کا ماتحت بن جائے تو اُسے اپنے کھانے میں سے کچھ کھلائے، اس کو ایسا لباس پہنائے جیسا وہ خود پہنتا ہے، اس کی طاقت وہمت سے زیادہ کام نہ لے، اگر کبھی کوئی سخت کام لے تو اُس کے ساتھ تعاون بھی کرے۔۔۔اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر تمہارا خادم یعنی نوکر چاکر تمہارے لئے کھانا بنا کر لائے تو اُسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاؤ یا اُس کھانے میں سے اُسے کچھ دیدو، اس لئے کہ آگ کی تپش اور دھویں کی تکلیف تو اُس نے برداشت کی ہے۔

آپ ﷺ کی یتیموں سے بڑی ہمدردی تھی: یتیموں کے لئے بھی آپ ﷺ کے دل میں بڑی ہمدردی تھی، اس لئے آپ صحابۂ کرام کو یتیموں کی کفالت کرنے پر اکسایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں

اور یتیم کی کفالت کرنے والا دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ نے قربت بیان کرنے کے لئے بیچ اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ یعنی یتیم کی کفالت کرنے والا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جنت میں ہوگا۔

آپ ﷺ کا جانوروں پر رحم: آپ ﷺ کی رحمت کا دائرہ صرف انسانوں تک محدود نہ تھا بلکہ بے زبان جانور بھی آپ ﷺ کی رحمت سے مستفید ہوتے تھے۔ احادیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کسی انصاری صحابی کے باغ میں تشریف لے گئے، وہاں ایک اونٹ موجود تھا، آپ ﷺ کو دیکھ کر اونٹ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ ﷺ یہ منظر دیکھ کر اس اونٹ کے پاس تشریف لے گئے، اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا یہاں تک کہ پرسکون ہوگیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے دریافت کیا: اونٹ کس کا ہے؟ ایک انصاری نوجوان نے عرض کیا یارسول اللہ! میرا ہے۔ آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے جس نے تمہیں اس جانور کا مالک بنایا ہے۔ اس نے مجھ سے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے زیادہ کام لیتے ہو۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے۔ اگر تم ذبح کرو تو اچھے طریقے پر ذبح کرو، ذبح کرنے سے پہلے اپنی چھری تیز کرلیا کروتا کہ جانور کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔

آپ ﷺ کا بے جان چیزوں پر رحم: بے زبان چیزیں بھی آپ ﷺ کے دائرہ رحمت میں شامل تھیں، سیرت کی کتابوں میں ایک حیرت انگیز واقعہ موجود ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ بے زبان چیزوں سے بھی آپ ﷺ کا کتنا تعلق تھا۔ مسجد

نبوی میں جب آپ ﷺ خطبہ دیتے دیتے تھک جاتے تو ایک ستون سے ٹیک لگالیا کرتے تھے۔ بعد میں آپ ﷺ کے لئے منبر تیار کردیا گیا۔ آپ ﷺ اُس پر تشریف رکھنے لگے۔ ظاہر ہے کہ وہ ستون آپ کے جسم اطہر کے لمس سے محروم ہوگیا۔ اُس بے زبان ستون کو اِس واقعہ سے اِس قدر صدمہ پہونچا کہ وہ تڑپ اٹھا یہاں تک کہ اُس کے رونے کی آواز آپ ﷺ نے بھی سنی اور صحابۂ کرام کے کانوں تک بھی پہنچی۔ آپ ﷺ منبر سے اتر کر ستون کے پاس تشریف لے گئے، اور اُس پر دستِ شفقت رکھ کر اُسکو پرسکون کیا۔ آپ ﷺ نے صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اسے گلے نہ لگاتا تو یہ ستون قیامت تک اسی طرح روتا رہتا۔

آپ ﷺ کا عفو وکرم: مکی دور میں قریش مکہ نے آپ ﷺ کو کتنا ستایا، آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ پر کتنے مظالم ڈھائے گئے یہاں تک کہ آپ کو اپنا وطن عزیز بھی چھوڑنا پڑا۔ اِس سے بڑھ کر تکلیف دہ واقعہ انسان کے کیا ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے ہم وطنوں کے ظلم وستم سے عاجز آکر اپنا گھربار سب کچھ چھوڑ کر دیارِ غیر میں جا کر فروکش ہوجائے۔ اس کے باوجود جب چند سال بعد آپ ﷺ فاتحانہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عجز وانکساری سے آپ ﷺ کی گردن مبارک جھکی ہوئی تھی اور آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ تم پر آج کوئی گرفت نہیں ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ اُس دن چاہتے تو اپنے تمام دشمنوں سے گن گن کر بدلہ لے سکتے تھے، مگر آپ ﷺ نے انتقام پر عفو وکرم کو ترجیح دی اور فرمایا: اليوم يوم الرحمة آج رحمت کا دن ہے۔

رحمۃ للعالمین: قرآن کریم میں آپ ﷺ کو رحمت کائنات کا لقب دیا ہے:
وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْن عالمین عالم کی جمع ہے، جس میں ساری مخلوقات انس، جن، حیوانات، نباتات، جمادات سبھی داخل ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا اِن سب چیزوں کے لئے رحمت ہونا اس طرح ہے کہ تمام کائنات کی حقیقی روح اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی عبادت ہے، یہی وجہ ہے کہ جس وقت زمین سے یہ روح نکل جائے گی اور زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا تو ان سب چیزوں کی موت یعنی قیامت برپا ہوجائے گی۔
جب ذکر اللہ کا ان سب چیزوں کی روح ہونا معلوم ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ کا ان سب چیزوں کے لئے رحمت ہونا خود بہ خود ظاہر ہوگیا، کیونکہ اِس دنیا میں قیامت تک ذکر اللہ اور عبادت آپ ﷺ ہی کی تعلیمات سے قائم ہے۔ آپ ﷺ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا یہ مفہوم بھی لیا گیا ہے کہ آپ ﷺ جو شریعت لے کر دنیا میں تشریف لائے ہیں وہ انسانوں کی بھلائی اور خیر خواہی کے لئے ہے۔ آپ کی ہر تعلیم اور شریعت محمدیہ کا ہر حکم انسانیت کے لئے باعث خیر ہے۔
وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا ایسا عظیم موضوع ہے کہ رحمۃ للعالمین کے رحم وکرم اور شفقت پر پردن رات بھی لکھا جائے تو اس موضوع کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بیوی، بچے، گھر کے افراد اور گھر کے باہر لوگوں کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرنے والا بنائے جو رحمۃ للعالمین نے اپنے قول وعمل سے قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے پیش فرمائے، آمین۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت
رب العالمین کی زبانی

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا وہ عظیم الشان کلام ہے جو انسانوں کی ہدایت کے لئے خالق کائنات نے اپنے آخری رسول حضور اکرم ﷺ پر نازل فرمایا۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم کتاب ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ قرآن کریم میں موجود ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ (سورۃ الحجر آیت ۹) یہ ذکر (یعنی قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قرآن کریم کی سب سے پہلی جو آیتیں حضور اکرم ﷺ پر غار حرا میں نازل ہوئیں وہ سورۂ علق کی ابتدائی آیات ہیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ. اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ پڑھو اپنے اس پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو منجمد خون سے پیدا کیا۔ پڑھو، اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کریم ہے۔ اس پہلی وحی کے نزول کے بعد تقریباً تین سال تک وحی کے نزول کا سلسلہ بند رہا۔ تین سال کے بعد وہی فرشتہ جو غار حرا میں آیا تھا آپ ﷺ کے پاس آیا اور سورۃ المدثر کی ابتدائی چند آیات آپ ﷺ پر نازل فرمائیں: يَا اَيُّهَا الْمُدَثِّرُ. قُمْ فَاَنْذِرْ. وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ. وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ. وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ. اے کپڑے میں لپٹنے والے۔ اٹھو اور لوگوں کو خبردار کرو۔ اور اپنے پروردگار کی تکبیر کہو۔ اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔ اور گندگی سے کنارہ کرلو۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کی وفات تک وحی کے نزول کا تدریجی سلسلہ جاری رہا۔

خالق کائنات نے اپنے حبیب حضور اکرم ﷺ کو قرآن کریم میں عمومی طور پر یَـــا اَیُّھَــــا النَّبِیُّ، یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ، یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِر اوریَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ جیسی صفات سے خطاب فرمایا ہے، حالانکہ دیگر انبیاءِ کرام کو ان کے نام سے بھی خطاب فرمایا ہے۔صرف چار جگہوں پر اسم مبارک محمد اور ایک جگہ اسم مبارک احمد قرآن کریم میں آیا ہے۔

قرآن کریم میں چار جگہ حضور اکرم ﷺ کے نام (محمد) کا ذکر:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اور محمد ایک رسول ہی تو ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔(سورۃ آل عمران:۱۴۴)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (مسلمانو!) محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔ (سورۃ الاحزاب: ۴۰)

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں، اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں، اور ہر اُس بات کو دل سے مانا ہے جو محمد پر نازل کی گئی ہے، اور وہی حق ہے جو ان کے پروردگار کی طرف سے آیا ہے، اللہ نے ان کی برائیوں کو معاف کردیا ہے اور ان کی حالت سنوار دی ہے۔ (سورۃ محمد: ۲)

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ محمد اللہ کے

رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحم دل ہیں۔ (سورۃ الفتح: ۲۹)

قرآن کریم میں ایک جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام (احمد) کا ذکر:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰاةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ اور وہ وقت یاد کرو جب عیسٰی بن مریم نے کہا تھا کہ: اے بنو اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا ایسا پیغمبر بن کر آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو تورات (نازل ہوئی) تھی، میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اُس رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہے۔ (سورۃ الصّف: ٦) معلوم ہوا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنے زمانہ ہی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی تصدیق فرمادی تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عالی مقام ومرتبہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ایسا عظیم الشان مقام عطا فرمایا ہے کہ کوئی بشر حتی کہ نبی یا رسول بھی اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا، چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ. وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ. الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ. وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (اے پیغمبر!) کیا ہم نے تمہاری خاطر تمہارا سینہ کھول نہیں دیا؟ اور ہم نے تم سے تمہارا وہ بوجھ اتار دیا ہے، جس نے تمہاری کمر توڑ رکھی تھی۔ اور ہم نے

تمہاری خاطر تمہارے تذکرے کو اونچا مقام عطا کر دیا ہے۔(سورۃ الشرح: ۱۔۴) دنیا میں کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جس میں ہزاروں مسجدوں کے مناروں سے اللہ کی وحدانیت کی شہادت کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے نبی ہونے کی شہادت ہر وقت نہ دی جاتی ہو اور لاکھوں مسلمان نبی اکرم ﷺ پر درود نہ بھیجتے ہوں۔غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ حضور اکرم ﷺ کا نام نامی اس دنیا میں لکھا، بولا، پڑھا اور سنا جاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ صاحب حوض کوثر:

خالق کائنات نے صرف دنیا ہی میں نہیں بلکہ آپ ﷺ کو حوض کوثر عطا فرما کر قیامت کے روز بھی ایسے بلند و اعلیٰ مقام سے سرفراز فرمایا ہے جو صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کو حاصل ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّـآ اَعْـطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (اے پیغمبر!) یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دی ہے۔لہٰذا تم اپنے پروردگار (کی خوشنودی) کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔یقین جانو تمہارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے یعنی جس کی نسل آگے نہ چلے گی۔(سورۃ الکوثر: ۱۔۳) کوثر جنت کے اُس حوض کا نام ہے جو حضور اکرم ﷺ کے تصرف میں دی جائے گی اور آپ کی امت کے لوگ قیامت کے دن اس سے سیراب ہوں گے۔حوض پر رکھے ہوئے برتن آسمان کے ستاروں کے مانند کثرت سے ہوں گے۔

حضور اکرم ﷺ پر درود وسلام:

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف زمین میں بلکہ آسمانوں پر بھی اپنے نبی کو بلند مقام سے نوازا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اللہ تعالیٰ نبی پر رحمتیں نازل فرماتا ہے۔اور فرشتے نبی کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں۔اے ایمان والو! تم بھی نبی پر درود وسلام بھیجا کرو۔(سورۃ الاحزاب: ۵۶)اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کے اس مقام کا بیان ہے جو آسمانوں میں آپ ﷺ کو حاصل ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں آپ ﷺ کا ذکر فرماتا ہے اور آپ ﷺ پر رحمتیں بھیجتا ہے۔اور فرشتے بھی آپ ﷺ کی بلندی درجات کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجا کریں۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر ۱۰ مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا۔ (مسلم)

حضور اکرم ﷺ کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ھے:

کیسا عالی شان مقام حضور اکرم ﷺ کو ملا کہ آپ کا کلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوتا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے، یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔ (سورۃ النجم: ۳۔۴)

حضور اکرم ﷺ کی لوگوں کی ھدایت کی فکر:

حضور اکرم ﷺ لوگوں کی ہدایت کی اس قدر فکر فرماتے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (اے پیغمبر!) شاید تم اس غم میں اپنی جان ہلاک کئے جا رہے ہو کہ یہ لوگ ایمان (کیوں) نہیں لاتے! (سورۃ الشعراء: ۳)۔ ہمارے نبی کافروں اور مشرکوں کو ایمان میں داخل کرنے کی دن رات فکر فرماتے اور اس کے

لئے ہر ممکن کوشش فرماتے، لیکن آج بعض مسلمان اپنے ہی بھائیوں کو ان کی بعض غلطیوں کی وجہ سے ان کو کافر اور مشرک قرار دینے میں بڑی عجلت سے کام لیتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نبی رحمت بناکر بھیجے گئے:

رب العالمین نے اپنے نبی کو رحمۃ للمسلمین یا رحمۃ للعرب نہیں بنایا بلکہ رحمۃ للعالمین بنایا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لئے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (سورۃ الانبیاء: ۱۰۷)

جس نبی کو سارے جہاں کے لئے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا گیا ہو، اس نبی کی تعلیمات میں دہشت گردی کیسے مل سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے ہمیشہ امن وامان کو قائم کرنے کی ہی تعلیمات دی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں:

آپ ﷺ نبی ہونے کے ساتھ خاتم النبیین بھی ہیں، حضرت آدم علیہ السلام سے جاری نبوت کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم ہو گیا، یعنی اب کوئی نئی شریعت نہیں آئے گی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (مسلمانو!) محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔ (سورۃ الاحزاب: ۴۰) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضور اکرم ﷺ کو عالمی رسالت سے نوازا گیا:

جیسا کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا کہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں، یعنی آپ کو قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے نبی بنایا گیا، غرضیکہ آپ ﷺ کو عالمی رسالت سے نوازا گیا، متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی عالمی رسالت کو بیان کیا ہے، یہاں صرف دو آیات پیش ہیں: قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اے رسول! ان سے) کہو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اُس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جس کے قبضے میں تمام آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے۔ (سورۃ الاعراف: ۱۵۸) اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے ہی انسانوں کے لئے ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے جو خوشخبری بھی سنائے اور خبردار بھی کرے۔ (سورۃ سبا: ۲۸)

حضور اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ بنی نوع انسان کے لئے:

چونکہ آپ ﷺ کو عالمی رسالت سے نوازا گیا ہے، اس لئے آپ کی زندگی قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے نمونہ بنائی گئی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو۔ اور کثرت سے

اللہ کا ذکر کرتا ہو۔(سورۃ الاحزاب ۲۱) حضور اکرم ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے نمونہ ہے، لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم حضور اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل کریں۔آج ہم سنتوں پر یہ کہہ کر عمل نہیں کرتے کہ وہ فرض نہیں ہیں۔سنت کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہم اس پر عمل نہ کریں بلکہ ہمیں اپنے نبی کی سنتوں پر قربان ہو جانا چاہیئے۔مگر افسوس وفکر کی بات ہے کہ آج ہمارے بعض بھائی سنت پر عمل کرنا تو درکنار بعض مرتبہ سنت کا مذاق اڑا جاتے ہیں۔یادرکھیں کہ حضور اکرم ﷺ کی سنت کے متعلق مذاق کرنا انسان کی ہلاکت وبربادی کا سبب ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی تمام سنتوں کو آج بھی زندہ کررکھا ہے، اگر اجتماعی طور پر نہیں تو انفرادی طور پر ضرور عمل ہورہا ہے۔داڑھی رکھنا نہ صرف ہمارے نبی کی سنت ہے بلکہ نبی کے اقوال وافعال کی روشنی میں پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ داڑھی رکھنا ضروری ہے مگر آج بعض ہمارے بھائی داڑھی رکھنا تو درکنار بعض مرتبہ داڑھی کا مذاق اڑا کر اپنی ہلاکت وبربادی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی اتباع:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے اسوہ میں دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی مضمر رکھی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اتباع کو لازم قرار دیا، فرمان الٰہی ہے: **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ** (اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ (سورۃ آل عمران:

۳۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سینکڑوں آیات میں اپنی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے۔کہیں فرمایا: ﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾، کہیں فرمایا: ﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَه﴾، کسی جگہ ارشاد ہے: ﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ والرَّسُوْلَ﴾ اور کسی آیت میں ارشاد ہے: ﴿اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾۔ان سب جگہوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں سے ایک ہی مطالبہ ہے کہ فرمانِ الٰہی کی تعمیل کرو اور ارشاد نبوی ﷺ کی اطاعت کرو۔غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر یہ بات واضح طور پر بیان کردی کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔

قرآن کے مفسر اول: حضور اکرم ﷺ:

اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے: وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ لوگوں کی جانب جو حکم نازل فرمایا گیا ہے، آپ اسے کھول کھول کر بیان کردیں، شاید کہ وہ غوروفکر کریں۔ (سورۃ النحل:۴۴) اسی طرح فرمان الٰہی ہے: وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ اخْتَلَفُوا فِیْهِ (سورۃ النحل ٦٤) یہ کتاب ہم نے آپ ﷺ پر اس لئے اتاری ہے تاکہ آپ ﷺ ان کے لئے ہر اس چیز کو واضح کردیں جس میں وہ اختلاف کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں آیات میں واضح طور پر بیان فرمادیا کہ قرآن کریم کے مفسر اول حضور اکرم ﷺ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی کہ آپ ﷺ امت مسلمہ کے سامنے قرآن کریم کے احکام ومسائل کھول

کھول کر بیان کریں۔اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے اقوال وافعال کے ذریعہ قرآن کریم کے احکام ومسائل بیان کرنے کی ذمہ داری بحسن خوبی انجام دی۔ صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے ذریعہ حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال یعنی حدیث نبوی کے ذخیرہ سے قرآن کریم کی پہلی اہم اور بنیادی تفسیر انتہائی قابل اعتماد ذرائع سے امت مسلمہ کو پہونچی ہے، لہذا قرآن فہمی حدیث کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔

تاریخ کا سب سے لمبا سفر حضور اکرم ﷺ کے نام:

تاریخ کے سب سے لمبے سفر (اسراء ومعراج) کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں بیان فرمایا ہے جس میں آپ ﷺ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ مسجد حرام (مکہ مکرمہ) سے مسجد اقصیٰ کے سفر ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی﴾ کو اسراء کہتے ہیں۔اور یہاں سے جو سفر آسمانوں کی طرف ہوا اس کا نام معراج ہے۔اس واقعہ کا ذکر سورۂ نجم کی آیات میں بھی ہے: ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی، فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی، فَاَوْحٰی اِلَی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی﴾۔سورۃ النجم کی آیات ۱۳۔۱۸ میں وضاحت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے (اس موقع پر) بڑی بڑی نشانیاں ملاحظہ فرمائیں: ﴿وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرَی، عِنْدَ سِدْرَۃَ الْمُنْتَھٰی، عِنْدَھَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰی، اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی، مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی، لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی﴾۔

حضور اکرم ﷺ کی نماز:

اللہ تعالیٰ کا پیار بھرا خطاب حضور اکرم ﷺ سے ہے کہ آپ رات کے بڑے حصہ میں نماز

تہجد پڑھا کریں: یٰۤاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ. قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلاً. نِّصْفَہٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلاً. اَوْزِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلاً اے چادر میں لپٹنے والے! رات کا تھوڑا حصہ چھوڑ کر باقی رات میں (عبادت کے لئے) کھڑے ہو جایا کرو۔ رات کا آدھا حصہ یا آدھے سے کچھ کم، یا اُس سے کچھ زیادہ۔ اور قرآن کی تلاوت اطمینان سے صاف صاف کیا کرو۔ (سورۃ المزمل: ۱۔۴) اسی طرح سورۃ المزمل کی کی آخری آیت میں اللہ رب العزت فرماتا ہے: اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَہٗ وَثُلُثَہٗ وَطَآئِفَۃٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَکَ (اے پیغمبر!) تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات (تہجد کی نماز کے لئے) کھڑے ہوتے ہو اور تمہارے ساتھیوں (صحابۂ کرام) میں سے بھی ایک جماعت (ایسا ہی کرتی ہے)۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ رات کو قیام فرماتے یعنی نماز تہجد ادا کرتے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک میں ورم آ جاتا۔ (بخاری) صرف ایک دو گھنٹے نماز پڑھنے سے پیروں میں ورم نہیں آتا ہے بلکہ رات کے ایک بڑے حصہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے، طویل رکوع اور سجدہ کرنے کی وجہ سے ورم آتا ہے، چنانچہ سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران جیسی لمبی لمبی سورتیں آپ ﷺ ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے اور وہ بھی بہت اطمینان وسکون کے ساتھ۔

نماز تہجد کے علاوہ آپ ﷺ پانچ فرض نمازیں بھی خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سنن ونوافل، نماز اشراق، نماز چاشت، تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد کا بھی اہتمام فرماتے اور پھر خاص خاص مواقع پر نماز ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے رجوع فرماتے۔

سورج گرہن یا چاند گرہن ہوتا تو مسجد تشریف لے جا کر نماز میں مشغول ہو جاتے۔ کوئی پریشانی یا تکلیف پہنچتی تو مسجد کا رخ کرتے۔ سفر سے واپسی ہوتی تو پہلے مسجد تشریف لے جا کر نماز ادا کرتے۔ اور آپ ﷺ اطمینان و سکون کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کے اخلاق:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنے نبی کے اخلاق کے متعلق فرماتا ہے: **وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ** اور یقیناً تم اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر ہو۔ (سورۃ القلم: ۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ ﷺ کے اخلاق کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: **کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ** یعنی آپ ﷺ کا اخلاق قرآنی تعلیمات کے عین مطابق تھا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الاَخْلَاقِ** مجھے بہترین اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔ (مسند احمد) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس برس حضور اکرم ﷺ کی خدمت کی، مجھے کبھی کسی بات پر اف تک بھی نہیں فرمایا، نہ کسی کام کے کرنے پر یہ فرمایا کہ کیوں کیا؟ اور اسی طرح نہ کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر یہ فرمایا کہ کیوں نہیں کیا؟ حضور اکرم ﷺ اخلاق میں تمام دنیا سے بہتر تھے، نیز خلقت کے اعتبار سے بھی آپ بہت خوبصورت تھے۔ میں نے کبھی کوئی ریشمی کپڑا یا خالص ریشم اور نرم چیز ایسی نہیں چھوئی جو حضور اکرم ﷺ کی بابرکت ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو۔ اور میں نے کبھی کسی قسم کا مشک یا کوئی عطر حضور اکرم ﷺ کے پسینہ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھا۔ (ترمذی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اللہ کے راستہ میں جہاد کے علاوہ کبھی کسی کو نہیں مارا، نہ کبھی کسی

خادم کو نہ کسی عورت (بیوی باندی وغیرہ) کو۔(ترمذی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نہ تو طبعاً فحش گو تھے نہ بتکلف فحش بات فرماتے تھے، نہ بازاروں میں خلافِ وقار باتیں کرتے تھے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معاف فرمادیتے تھے اور اس کا تذکرہ بھی نہیں فرماتے تھے۔(ترمذی) حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے تین باتوں سے اپنے آپ کو بالکل علیحدہ فرما رکھا تھا: جھگڑے سے، تکبر سے اور بیکار باتوں سے۔اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا۔نہ کسی کی مذمت کرتے، نہ کسی کو عیب لگاتے اور نہ ہی کسی کے عیوب تلاش کرتے تھے۔(ترمذی) ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے نبی اکرم ﷺ کے اخلاق حمیدہ کو پڑھیں اور ان کو اپنی زندگی میں لانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

حضور اکرم ﷺ کی گھریلو زندگی:

قرآن کریم روز قیامت تک کے لئے لوگوں سے مخاطب ہے: ﴿وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا﴾ (سورۃ الاحزاب:۵۳) اے ایمان والو! تمہارے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد ان کی ازواج مطہرات میں سے کسی سے نکاح کرو۔یعنی ازواج مطہرات (نبی اکرم ﷺ کی بیویاں) تمام ایمان والوں کے لئے ماں (ام المؤمنین) کا درجہ رکھتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے چند نکاح فرمائے۔ان میں سے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کنواری تھیں، باقی سب بیوہ یا مطلقہ تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلا نکاح ۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔حضرت خدیجہ کی عمر نکاح کے وقت ۴۰ سال تھی، یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے عمر میں ۱۵

سال بڑی تھیں۔ نیز وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے دو شادیاں کر چکی تھیں اور ان کے پہلے شوہروں سے بچے بھی تھے۔

جب نبی اکرم ﷺ کی عمر ۵۰ سال کی ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ اس طرح نبی اکرم ﷺ نے اپنی پوری جوانی (۲۵ سے ۵۰ سال کی عمر) صرف ایک بیوہ عورت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گزار دی۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا جو اپنے شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئی تھیں، ان کی ماں بھی مسلمان ہوگئی تھیں، ماں اور شوہر کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئیں تھیں۔ وہاں ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ جب اُن کا کوئی بظاہر دنیاوی سہارا نہ رہا تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نبوت کے دسویں سال ان سے نکاح کر لیا۔ اُس وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۰ سال اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۵۵ سال تھی۔ اور یہ اسلام میں سب سے پہلی بیوہ عورت تھیں۔ حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد تقریباً تین چار سال تک صرف حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ہی آپ ﷺ کے ساتھ رہیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی نکاح کے تین یا چار سال بعد مدینہ منورہ میں ہوئی۔ غرض تقریباً ۵۵ سال کی عمر تک آپ ﷺ کے ساتھ صرف ایک ہی عورت رہی اور وہ بھی بیوہ۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے چند نکاح کئے۔ یہ نکاح کسی شہوت کو پوری کرنے کے لئے نہیں کئے کہ شہوت ۵۰۔۵۵ سال کی عمر کے بعد اچانک ظاہر ہوگئی ہو۔ بلکہ چند سیاسی و دینی واجتماعی اسباب کو سامنے رکھ کر آپ ﷺ نے یہ نکاح کئے۔ اگر شہوت پوری کرنے کے لئے آپ ﷺ نکاح فرماتے تو کنواری لڑکیوں سے شادی کرتے۔ نیز حدیث میں آتا ہے کہ

آپ ﷺ نے کسی عورت سے شادی نہیں کی اور نہ کسی بیٹی کا نکاح کرایا مگر اللہ کی طرف سے حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آئے۔

خلاصۂ کلام:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جگہ جگہ اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے ہیں۔ آپ ﷺ نہ صرف اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے بلکہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے نبی ورسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، اور نبوت کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم کردیا گیا ہے، یعنی اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، یہی شریعت محمد یہ (یعنی علوم قرآن وحدیث) کل قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے مشعل راہ ہے ۔ غرضیکہ آپ ﷺ کو عالمی رسالت سے نوازا گیا ہے۔ اتنے عظیم وبلند مقام پر فائز ہونے کے باوجود آپ کو مختلف طریقوں سے ستایا گیا، آپ ﷺ کی زندگی کا بیشتر حصہ تکلیفوں میں گزرا، مگر آپ ﷺ نے کبھی صبر کا دامن نہیں چھوڑا، آپ ﷺ رسالت کی اہم ذمہ داری کو استقامت کے ساتھ بحسن خوبی انجام دیتے رہے۔ آپ ﷺ کی عبادات، معاملات، اخلاق اور معاشرت سارے انسانوں کے لئے نمونہ ہے۔ ہمیں حضور اکرم ﷺ کے اسوہ سے یہ سبق لینا چاہئے کہ گھریلو یا ملکی یا عالمی سطح پر جیسے بھی حالات ہمارے اوپر آئیں، ہم ان پر صبر کریں اور اپنے نبی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کریں۔ ہم اپنے نبی کے طریقہ پر اسی وقت زندگی گزار سکتے ہیں جب ہمیں اپنے نبی کی سیرت معلوم ہو، لہٰذا ہم خود بھی سیرت کی کتابوں کو پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی سیرت نبوی پڑھانے کا اہتمام کریں۔

حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو خاتم الانبیاء وسید المرسلین بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔آپ ﷺ کے بعد نبوت ورسالت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔آپ ﷺ کو دین کامل عطا کیا گیا ہے، چنانچہ قیامت تک صرف اور صرف شریعت محمدیہ (یعنی قرآن وحدیث اوران سے ماخوذ علوم) ہی انسانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔حضور اکرم ﷺ پر سلسلہ نبوت ورسالت کے اختتام کی ایک واضح دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ قیامت تک پوری انسانیت کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی عالمی رسالت کو اپنے پاک کلام میں متعدد مرتبہ بیان فرمایا ہے،صرف تین آیات پیش خدمت ہیں:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اے رسول! ان سے) کہو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اُس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جس کے قبضے میں تمام آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے۔(سورۃ الاعراف: ۱۵۸)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے ہی انسانوں کے لئے ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے جو خوشخبری بھی سنائے اور خبردار بھی کرے۔ (سورۃ سبا: ۲۸)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لئے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔(سورۃ الانبیاء: ۱۰۷)

ابتداء اسلام سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ قرآن وحدیث کی روشنی میں متفق ہے کہ نبوت کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم ہو گیا ہے۔ تقریباً چودہ سو برس سے کروڑہا مسلمان اس عقیدہ پر قائم ہیں۔ لاکھوں محدثین، مفسرین، فقہاء وعلماء کرام نے قرآن وحدیث کی تفسیر وتشریح کرتے ہوئے واضح فرمادیا ہے کہ نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اور اب قیامت تک صرف اور صرف شریعت محمدیہ ہی نافذ رہے گی۔ غرضیکہ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر، عام وخاص، عالم وجاہل، شہری ودیہاتی، مسلمان ہی نہیں بلکہ بعض غیر مسلم حضرات بھی جانتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ورسول ہیں اور اب کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا۔ وقتاً فوقتاً نبوت کا دعویٰ کرنے والے پیدا ہوتے رہے ہیں لیکن پوری امت مسلمہ نے ایک ساتھ مدعی نبوت سے بھرپور مقابلہ کرکے اپنے نبی کا دفاع کیا اور اسلام کے پرچم کو بلند کیا۔

قرآن کریم کی متعدد آیات میں آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا ذکر موجود ہے حتی کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (ختم نبوت) میں تقریباً ایک سو آیات قرآنیہ، ۲۱۰ احادیث نبویہ، اجماع امت اور سینکڑوں اقوال صحابہ اور تابعین وائمہ دین سے مسئلہ ختم نبوت کو مدلل کیا ہے۔ بعض علماء نے تو قرآن کریم کی ہر سورت سے ختم نبوت کو ثابت کیا ہے۔ میں اختصار کی وجہ سے صرف ایک آیت پیش کررہا ہوں: **مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ** (مسلمانو!) محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔ (سورۃ الاحزاب: ۴۰)

زمانہ جاہلیت میں متبنیٰ (منہ بولے بیٹے) کو حقیقی بیٹا سمجھا جاتا تھا۔ اس آیت کے شروع میں اسی کی تردید کی کہ متبنیٰ حقیقی بیٹے کے حکم میں نہیں ہے، لہٰذا آپ ﷺ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے باپ نہیں ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ میرے اس مختصر مضمون کا تعلق اس مذکورہ بالا آیت میں اسی عبارت سے ہے۔ اس سے صاف صاف معلوم ہوگیا کہ دین اسلام اور نعمت نبوت ورسالت حضور اکرم ﷺ پر تمام ہوچکی ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کی گنجائش اور ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ارشار فرمایا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (سورۃ المائدہ:۳) ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے یعنی قیامت تک آنے والے تمام انس وجن اور پوری کائنات کا پالنے والا ہے، اسی طرح حضور اکرم ﷺ صرف عربوں کے لئے یا اپنے زمانے کے لوگوں کے لئے یا صرف مسلمانوں کے لئے نبی ورسول بنا کر نہیں بھیجے گئے بلکہ آپ ﷺ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے نبی ورسول ہیں اور قیامت تک اب کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نزول کے بعد شریعت محمدیہ ہی پر عمل کریں گے اور اسی کی لوگوں کو دعوت دیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے کلام کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے ارشادات بھی دین اسلام کا ایک اہم جز ہیں، بلکہ ہم حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کے بغیر اللہ تعالیٰ کے کلام کو سمجھ ہی نہیں سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں آیات میں اپنی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت کا حکم دیا

ہے۔غرضیکہ قرآن کریم کے ساتھ حدیث نبوی شریعت اسلامیہ کا اہم ماخذ ہے۔احادیث کے ذخیرہ میں حضور اکرم ﷺ کے سینکڑوں ارشادات موجود ہیں جن میں وضاحت موجود ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔اور یہ ارشادات متواتر طور پر امت کے پاس پہنچے ہیں۔چنانچہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ جس طرح آپ ﷺ پر ایمان لائے بغیر کوئی انسان مسلمان نہیں ہوسکتا، اسی طرح آپ کو آخری نبی تسلیم کئے بغیر بھی انسان مؤمن نہیں بن سکتا ہے۔کتب حدیث میں حضور اکرم ﷺ کے سینکڑوں اقوال ختم نبوت پر واضح طور پر دلالت کرتے ہیں، یہاں صرف دو احادیث پیش خدمت ہیں:

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا، مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی، پس لوگ اس کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہوجاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پُر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا، اور میں ہی خاتم النبیین ہوں، اور مجھ پر تمام رسل ختم کردئے گئے۔(صحیح مسلم، ترمذی، نسائی، مسند احمد) حضور اکرم ﷺ نے ایک مثال دے کر ختم نبوت کے مسئلہ کو روز روشن کی طرح واضح فرمادیا۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنادیتا

تھا،لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں،البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔(بخاری ومسلم)
قرآن وحدیث کی روشنی میں خیر القرون سے آج تک پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ نبوت ورسالت کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم ہوگیا ہے،اب کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور قیامت تک پوری انسانیت کے لئے پیغمبر ہیں۔صرف اور صرف شریعت محمدیہ (یعنی قرآن وحدیث اوران سے ماخوذ علوم) ہی انسانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

بے مثال ادیب عرب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جوامع الکلم (اقوال زریں)

فصاحت و بلاغت کے پیکر اور بے مثال ادیب عرب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا ہے۔ (صحیح بخاری) جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ چھوٹی سی عبارت میں بڑے وسیع معانی کو بیان کرنے کی قدرت رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کی بے شمار خصوصیات میں سے ایک اہم ترین خصوصیت یہ بھی ہے کہ جس وقت آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ سے پڑھنے کے لئے کہا گیا تو آپ ﷺ نے مَا اَنَا بِقَارِیٔ کہہ کر معذرت چاہی، لیکن اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسی خاص الخاص تربیت ہوئی کہ آپ ﷺ کے قول و عمل کو رہتی دنیا تک اسوہ بنادیا گیا۔ آپ ﷺ کے اقوال زریں سے مستفید ہونے والے حضرات بڑے بڑے ادیب و فصیح و بلیغ بن کر دنیا میں چمکے۔ آپ کی زبان مبارک سے نکلے بعض جملے رہتی دنیا تک عربی زبان کے محاورے بن گئے۔ آپ ﷺ کے وعظ و نصیحت، خطبے، دعا اور رسائل سے عربی زبان کو الفاظ کے نئے ذخیرہ کے ساتھ ایک منفرد اسلوب بھی ملا۔

یہ ایک معجزہ ہی تو ہے کہ مَا اَنَا بِقَارِیٔ کہنے والا شخص کچھ ہی عرصہ بعد ایک موقع پر ارشاد فرماتا ہے: اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ، بَيْدَ اَنِّیْ مِنْ قُرَيْشٍ، وَاسْتُرْضِعْتُ فِی بَنِیْ سَعْد (الفائق فی غریب الحدیث للزمخشری) میں عرب میں سب سے زیادہ فصیح ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ میں قبیلہ قریش سے ہوں اور میری رضاعت قبیلہ بنی سعد میں ہوئی۔ یہ دونوں قبیلے اس وقت اپنی زبان وادب میں خصوصی مقام رکھتے تھے۔ اسی طرح

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ سے فرمایا: لَقَدْ طُفْتُ بِالْعَرَبِ وَسَمِعْتُ فُصَحَائَهُمْ فَمَا سَمِعْتُ اَفْصَحَ مِنْکَ . فَمَنْ اَدَّبَکَ؟ قَالَ: اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ میں سرزمین عرب بہت گھوم چکا ہوں، بڑے بڑے فصحاء کے کلام کو سنا ہوں، لیکن آپ سے زیادہ فصیح کسی شخص کو نہیں پایا۔ آپ کو کس نے ادب سکھایا؟ حضور اکرم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مجھے میرے رب نے ادب سکھایا اور بہترین ادب سے نوازا۔ مذکورہ حدیث کی سند پر علماء نے کچھ کلام کیا ہے مگر اس میں وارد معنی ومفہوم کو سب نے تسلیم کیا ہے۔

غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے فصاحت وبلاغت کا ایسا معیار آپ ﷺ کو عطا کیا گیا جس کی نظیر قیامت تک ملنا ناممکن ہے اور آپ کے اقوال زریں انسانیت کے لئے مشعل راہ ہیں۔ آپ ﷺ کے خطبے خاص کر حجۃ الوداع کے موقعہ پر دیا گیا آپ کا آخری اہم خطبہ نہ صرف جوامع الکلم میں سے ہے بلکہ حقوق انسانی کا بنیادی منشور بھی ہے۔ اس خطبہ مبارکہ میں آپ ﷺ نے آج سے چودہ سو سال قبل مختصر وجامع الفاظ میں انسانیت کے لئے ایسے اصول پیش کئے جن پر عمل کرکے آج بھی پوری دنیا میں امن وامان قائم کیا جاسکتا ہے۔

جہاں حضور اکرم ﷺ کے اقوال زریں کو خصوصی اہمیت حاصل ہے، وہیں شریعت اسلامیہ میں ان اقوال زریں کو یاد کرکے محفوظ کرنے کی بھی خاص فضیلت وارد ہوئی ہے چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری امت کے فائدہ کے واسطے دین کے کام کی چالیس احادیث یاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن عالموں اور شہیدوں کی جماعت میں اٹھائے گا اور فرمائے گا کہ جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے۔ یہ حدیث

حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابودرداء، حضرت ابوسعید، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت جابر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت ہے اور حدیث کی مختلف کتابوں میں وارد ہے۔ بعض علماء نے حدیث کی سند میں کچھ کلام کیا ہے مگر حدیث میں مذکورہ ثواب کے حصول کے لئے سینکڑوں علماء کرام نے اپنے اپنے طرز پر چالیس احادیث جمع کی ہیں۔ صحیح مسلم کی سب سے مشہور شرح لکھنے والے امام نوویؒ کی چالیس احادیث پر مشتمل کتاب "الاربعین النوویة" پوری دنیا میں کافی مقبول ہوئی ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں وارد حضور اکرم ﷺ کے چالیس فرمان پیش خدمت ہیں جن میں علم و معرفت کے خزانے سمودئے گئے ہیں اور یہ اعلیٰ اخلاق اور تہذیب و تمدن کے زریں اصول ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ان احادیث کو یاد کرکے ان پر عمل کریں اور دوسروں کو پہنچائیں تاکہ غیر مسلم حضرات بھی آپ ﷺ کی صحیح تعلیمات سے واقف ہوکر اسلام سے متعلق اپنے شک و شبہات دور کرسکیں۔

۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کبیرہ گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کو بے گناہ قتل کرنا اور جھوٹی شہادت دینا ہے۔ (صحیح بخاری)

۳) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ سات بڑے گناہ کونسے ہیں (جو انسانوں کو ہلاک کرنے

والے ہیں)؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شرک کرنا، جادو کرنا، کسی شخص کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کے مال کو ہڑپنا، میدان (جنگ) سے بھاگنا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

۴) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: منافق کی تین علامتیں ہیں: جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، امانت میں خیانت کرنا۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

۵) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور سکھائے۔ (صحیح بخاری)

۶) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک سب عملوں میں وہ عمل زیادہ محبوب ہے جو دائمی ہو، اگرچہ تھوڑا ہو۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

۷) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

۸) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پاک رہنا آدھا ایمان ہے۔ (صحیح مسلم)

۹) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے محبوب جگہ مسجدیں ہیں۔ (صحیح مسلم)

۱۰) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر ۱۰ مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا۔ (صحیح مسلم)

۱۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن ایک بل سے دوبارہ ڈسا نہیں جاتا ہے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

۱۲) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلوان شخص وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دے، بلکہ پہلوان وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

۱۳) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔سلام کا جواب دینا۔مریض کی عیادت کرنا۔جنازہ کے ساتھ جانا۔ اس کی دعوت قبول کرنا۔چھینک کا جواب یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہہ کر دینا۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

۱۴) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

۱۵) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ظلم قیامت کے روز اندھیروں کی صورت میں ہوگا۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

۱۶) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

۱۷) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی مسافر یا راہ گزر رہتا ہے۔ (صحیح بخاری)

۱۸) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رشتہ توڑنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

۱۹) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص (روزہ رکھ کر بھی) جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ (صحیح بخاری)

۲۰) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جو بات سنے (بغیر تحقیق کے) لوگوں سے بیان کرنا شروع کر دے۔ (صحیح مسلم)

۲۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے محفوظ نہ ہو۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

۲۲) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے وہ شخص میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے جو اچھے اخلاق والا ہو۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

۲۳) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ دینے سے مال میں کمی نہیں آتی، اور جو بندہ درگزر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو بندہ اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔ (صحیح مسلم)

۲۴) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص اپنے گھر والوں پر خرچہ کرتا ہے تو وہ بھی صدقہ ہے یعنی اس پر بھی اجر ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

۲۵) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے نوجوان کی جماعت! تم میں سے جو بھی نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جو کوئی نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ روزے رکھے کیونکہ یہ اس کے لئے نفسانی خواہشات میں کمی کا باعث ہوگا۔ (صحیح بخاری)

۲۶) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت سے نکاح (عموماً) چار چیزوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے، اس کے خاندان کے شرف کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے۔ تم دیندار عورت سے نکاح کرو، اگرچہ گرد آلود ہوں

تمہارے ہاتھ، یعنی شادی کے لئے عورت میں دینداری کو ضرور دیکھنا چاہئے، خواہ تمہیں یہ بات اچھی نہ لگے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

۲۷) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حلال واضح ہے، حرام واضح ہے۔ ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کو بہت سارے لوگ نہیں جانتے۔ جس شخص نے شبہ والی چیزوں سے اپنے آپ کو بچالیا اس نے اپنے دین اور عزت کی حفاظت کی۔ اور جو شخص مشتبہ چیزوں میں پڑے گا وہ حرام چیزوں میں پڑ جائے گا اس چرواہے کی طرح جو دوسرے کی چراگاہ کے قریب بکریاں چراتا ہے کیونکہ بہت ممکن ہے کہ اس کا جانور دوسرے کی چراگاہ سے کچھ چر لے۔ اچھی طرح سن لو کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے، یاد رکھو کہ اللہ کی زمین میں اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں اور سن لو کہ جسم کے اندر ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ سنور جاتا ہے تو سارا جسم سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے، سن لو کہ یہ (گوشت کا ٹکڑا) دل ہے۔ (صحیح بخاری)

۲۸) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے تمہارے لئے غریبی کا خوف نہیں ہے بلکہ مجھے خوف ہے کہ پہلی قوموں کی طرح کہیں تمہارے لئے دنیا یعنی مال و دولت کھول دی جائے اور تم اس کے پیچھے پڑ جاؤ، پھر وہ مال و دولت پہلے لوگوں کی طرح تمہیں ہلاک کر دے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

۲۹) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بندہ کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہے۔ (صحیح مسلم)

۳۰) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب امانتوں میں خیانت ہونے لگے تو بس قیامت

کا انتظار کرو۔(صحیح بخاری)

۳۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حرام کھانے، پینے اور حرام پہننے والوں کی دعائیں کہاں سے قبول ہوں۔(صحیح مسلم)

۳۲) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسکین اور بیوہ عورت کی مدد کرنے والا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۳۳) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں اپنے کمزوروں کے طفیل سے رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔(صحیح بخاری)

۳۴) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کرے جو فروخت کرتے وقت، خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت (قرض وغیرہ کا) فیاضی اور وسعت سے کام لیتا ہے۔(صحیح بخاری)

۳۵) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھاؤ، پیئو، پہنو اور صدقہ کرو، لیکن فضول خرچی اور تکبر کے بغیر (یعنی فضول خرچی اور تکبر کے بغیر خوب اچھا کھاؤ، پیئو، پہنو اور صدقہ کرو)۔(صحیح بخاری)

۳۶) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رشک دو ہی آدمیوں پر ہو سکتا ہے، ایک وہ جسے اللہ نے مال دیا اور اسے مال کو راہ حق میں لٹانے کی پوری طرح توفیق ملی ہوئی ہے۔ اور دوسرا وہ جسے اللہ نے حکمت دی ہے اور وہ اس کے ذریعہ فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔(صحیح بخاری)

۳۷) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمنین کی مثال ان کی دوستی اور اتحاد اور شفقت

میں بدن کی طرح ہے۔ بدن میں سے جب کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا بدن نیند نہ آنے اور بخار آنے میں شریک ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم)

۳۸) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپس میں بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، پیچھے پیٹھ برائی نہ کرو، بلکہ اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے۔ (صحیح بخاری)

۳۹) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (سچا) مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان (کے ضرر) سے مسلمان محفوظ رہیں۔ مہاجر وہ ہے جو اُن کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔ (صحیح بخاری)

۴۰) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں بھلائی فرض کی ہے، لہذا جب تم (کسی کو قصاصاً) قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو۔ اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور تم میں سے ہر ایک کو اپنی چھری تیز کر لینی چاہئے اور اپنے جانور کو آرام دینا چاہئے۔ (صحیح مسلم)

خاتم النبیین وسید المرسلین وخیر البریہ حضور اکرم ﷺ کے مذکورہ بالا ارشادات کی روشنی میں ہم ان شاء اللہ بڑے بڑے گناہ خاص کر شرک، والدین کی نافرمانی، قتل نفس، جھوٹ، چغل خوری، جادو، سود، ظلم وزیادتی، وعدہ خلافی، امانت میں خیانت، قطع رحمی، پڑوسیوں کو ایذا رسانی، حرام اور مشتبہ چیزوں کا استعمال، فضول خرچی، تکبر، حسد اور بغض جیسی مہلک برائیوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں گے جو ہمارے معاشرہ میں ناسور بن گئی ہیں۔ اور اپنے نبی کی تعلیمات کے مطابق صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نیک

اعمال کریں گے اور اپنے اخلاق کو بہتر سے بہتر بنا کر استقامت کے ساتھ دنیاوی فانی زندگی میں ہی اخروی دائمی زندگی کی تیاری کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں فصاحت وبلاغت کے پیکر اور بے مثال ادیب عرب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جوامع الکلم (اقوال زریں) کو سمجھ کر پڑھنے والا، ان کے مطابق عمل کرنے والا اور ان قیمتی پیغامات کو دوسروں تک پہنچانے والا بنائے، آمین، ثم آمین۔

حضور اکرم ﷺ کی شان میں
گستاخی ناقابل برداشت

ہندومہاسبھا کے لیڈر کے ذریعہ سید البشر ونبیوں کے سردار حضور اکرم ﷺ کے خلاف گستاخانہ کلمات کہے جانے پر اس کو جرم کے کٹہرے میں کھڑا کر کے اس کے خلاف کاروائی کی جانی چاہئے کیونکہ مسلمان حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں اور اس طرح کے واقعات سے ملک میں امن وامان کے بجائے افراتفری، عدم رواداری اور عدم تحمل میں اضافہ ہی ہوگا، جس سے ملک میں ترقی کے بجائے عدم استحکام پیدا ہوگا، لوگوں میں نفرت اور عداوت پیدا ہوگی۔

پوری دنیا کے ارباب علم ودانش کا موقف ہے کہ کسی شخص کی توہین وتحقیر کا رائے کی آزادی سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ تقریباً ہر ملک میں شہریوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ہتک عزت کی صورت میں عدالت سے رجوع کریں اور ہتک عزت کرنے والوں کو قانون کے مطابق سزا دلوائیں۔ سوال یہ ہے کہ کسی شخص کی ہتک عزت کرنے والے کو قانوناً مجرم تسلیم کیا جاتا ہے، تو مذاہب کے پیشواؤں اور خاص طور پر انبیاء کرام کے لئے یہ حق کیوں تسلیم نہیں کیا جارہا ہے۔ اور مذہبی راہنماؤں کی توہین وتحقیر کو رائے کی آزادی کہہ کر جرائم کی فہرست سے نکال کر حقوق کی فہرست میں کیسے شامل کیا جارہا ہے؟ یہ آزادی رائے نہیں بلکہ صرف اور صرف اسلام مخالف تنظیموں اور حکومتوں کی انتہا پسندی اور فکری دہشت گردی ہے۔ اسلام نے ہمیشہ دنیا میں امن وسلامتی قائم کرنے کی ہی دعوت دی ہے۔ جس کی زندہ مثال ہندوستان کے احوال ہیں کہ مختلف ہندو تنظیمیں ملک کے امن وامان کو نیست ونابود کرنے پر

تلی ہیں مگر مسلمان اپنے جذبات پر قابو رکھ کر یہی کوشش کر رہا ہے کہ ملک میں چین اور سکون باقی رہے۔

پوری امت مسلمہ متفق ہے اور دیگر مذاہب بھی اس کی تایید کرتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام کی توہین وتحقیر سنگین ترین جرم ہے۔ اس لئے کہ اس میں مذہبی پیشواؤں کی توہین کے ساتھ ساتھ ان کے کروڑوں پیروکاروں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے اور امن عامہ کو خطرے میں ڈالنے کے جرائم بھی شامل ہوجاتے ہیں، جس سے اس جرم کی سنگینی میں بے پناہ اضافہ ہوجاتا ہے۔ قرآن وسنت اور دیگر مذاہب میں اس کی سزا موت ہی بیان کی گئی ہے کیونکہ اس سے کم سزا میں نہ حضرات انبیاء کرام کے احترام کے تقاضے پورے ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کے کروڑوں پیروکاروں کے مذہبی جذبات کی جائز حد تک تسکین ہو پاتی ہے۔

ہاں یہ بات مسلم ہے کہ موت کی سزا دینے کی اتھارٹی صرف حکومت وقت کو ہی حاصل ہے کیونکہ عام آدمی کے قانون کو ہاتھ میں لینے سے معاشرہ میں لاقانونیت اور افراتفری کو ہی فروغ ملے گا۔ لہٰذا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کہ توہین وتحقیر کے عمل کو سنگین جرم قرار دے کر مجرموں کے خلاف ضروری کاروائی کرے۔

امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے شخص کو قتل کیا جائے گا۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے ۳ جلدوں پر مشتمل اپنی کتاب (**الصَّارِمُ المَسْلُوْل عَلَی شَاتِمِ الرَّسُوْل**) میں اس موضوع پر قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں تفصیلی بحث کی ہے۔ غلاف کعبہ سے لپٹے ہوئے توہین رسالت کے مرتکب کو قتل کرنے کا حکم حضور

اکرم ﷺ نے دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے۔ کسی نے حضور سے عرض کیا: (آپ کی شان میں توہین کرنے والا) ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کردو۔ (صحیح بخاری۔ باب دخول الحرم... وباب این رکز النبی ﷺ الرایہ یوم الفتح) یہ عبداللہ بن خطل مرتد تھا جو رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں شعر کہہ کر حضور اکرم ﷺ کی شان میں توہین کرتا تھا۔ اس نے دو گانے والی لونڈیاں اس لئے رکھی ہوئی تھیں کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی ہجو میں اشعار گایا کریں۔ جب حضور اکرم ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اسے غلاف کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا اور مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زمزم کے کنوئیں کے درمیان اس کی گردن اڑادی گئی۔ (فتح الباری۔ باب این رکز النبی ﷺ الرایہ یوم الفتح) اس دن ایک ساعت کے لئے حرم مکہ کو حضور اکرم ﷺ کے لئے حلال قرار دیا گیا تھا۔ مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زمزم کے کنوئیں کے درمیان یعنی بیت اللہ سے صرف چند میٹر کے فاصلہ پر اس کا قتل کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ گستاخ رسول باقی مرتدین سے بدر جہا بدتر و بدحال ہے۔

پوری انسانیت کو یہ بھی اچھی طرح معلوم ہونا چاہئے کہ ہر مسلمان کے دل میں حضور اکرم ﷺ کی محبت دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق ہر مسلمان کا حضور اکرم ﷺ اور آپ کی سنتوں سے محبت کرنا لازم اور ضروری ہے۔ نیز حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں ایسی اوصاف حمیدہ بیک وقت موجود تھیں جو آج تک نہ کسی انسان کی زندگی میں موجود رہی ہیں اور نہ ہی ان اوصاف حمیدہ سے متصف کوئی شخص اس دنیا میں

آئے گا۔آپ کی چند صفات یہ ہیں: عجز وانکساری،عفوودرگزر، ہمسایوں کا خیال،لوگوں کی خدمت، بچوں پر شفقت، خواتین کا احترام، جانوروں پر رحم، عدل وانصاف، غلام اور یتیم کا خیال، شجاعت وبہادری، استقامت، زہد وقناعت، صفائی معاملات، سلام میں پہل، سخاوت وفیاضی، مہمان نوازی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اپنے بچوں، اپنے ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم) ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوائے میری اپنی جان کے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا) جب تک میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں۔حضرت عمرؓ نے عرض کیا: واللہ! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر! اب بات ہوئی۔ (صحیح بخاری)

ہندوستان کی موجودہ صورت حال کو سامنے رکھ کر میں تمام مسلمانوں سے یہی درخواست کرتا ہوں کہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھ کر حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات کو اپنی عملی زندگی میں لائیں اور آپ ﷺ کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے میں اپنی صلاحتیں لگائیں۔

نبی بنائے جانے سے لے کر وفات تک آپ ﷺ کو بے شمار تکلیفیں دی گئیں۔آپ ﷺ کے اوپر اونٹنی کی اوجھڑی ڈالی گئی۔آپ ﷺ کے اوپر گھر کا کوڑا ڈالا گیا۔آپ ﷺ کو

کاہن، جادوگر اور مجنوں کہہ کر مذاق اڑایا گیا۔ آپ ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دی گئی۔ آپ ﷺ کا تین سال تک بائیکاٹ کیا گیا۔ آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے۔ آپ ﷺ کو اپنا شہر چھوڑنا پڑا۔ آپ ﷺ غزوۂ احد کے موقع پر زخمی کئے گئے۔ آپ ﷺ کو زہر دے کر مارنے کی کوشش کی گئی۔ آپ ﷺ نے کبھی ایک دن میں دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ آپ ﷺ نے بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھے۔ آپ ﷺ کے گھر میں دو دو مہینے تک چولھا نہیں جلا۔ آپ ﷺ کے اوپر پتھر کی چٹان گرا کر مارنے کی کوشش کی گئی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا آپ ﷺ کی ساری اولاد کی آپ ﷺ کے سامنے وفات ہوئی۔ غرضیکہ سید الانبیاء وسید البشر کو مختلف طریقوں سے ستایا گیا، مگر آپ ﷺ نے کبھی صبر کا دامن نہیں چھوڑا، آپ ﷺ رسالت کی اہم ذمہ داری کو استقامت کے ساتھ بحسن خوبی انجام دیتے رہے۔ ہمیں ان واقعات سے یہ سبق لینا چاہئے کہ گھریلو یا ملکی یا عالمی سطح پر جیسے بھی حالات ہمارے اوپر آئیں، ہم ان پر صبر کریں اور اپنے نبی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اللہ سے اپنا تعلق مضبوط کریں۔

مختصر سیرت نبوی ﷺ

☆ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ مکہ مکرمہ میں دوشنبہ کے روز ۹ ربیع الاول (۵۷۱ء) کو پیدا ہوئے۔

☆ ابھی ماں کے پیٹ میں ہی تھے کہ آپ کے والد عبداللہ کا انتقال ہوگیا۔

☆ جب ۶ سال کی عمر ہوئی تو آپ کی والدہ آمنہ کا انتقال ہوگیا۔

☆ جب ۸ سال ۲ ماہ ۱۰ دن کے ہوئے تو آپ کے دادا عبدالمطلب بھی فوت ہوگئے۔

☆ جب ۱۳ سال کے ہوئے، تو چچا ابوطالب کے ساتھ تجارت کی غرض سے ملکِ شام روانہ ہوئے مگر راہ سے ہی واپس آگئے۔

☆ جوان ہوکر آپ ﷺ نے کچھ دنوں تجارت کی۔

☆ ۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہ ؓ سے آپ ﷺ کی شادی ہوئی۔شادی کے وقت حضرت خدیجہ ؓ کی عمر ۴۰ سال تھی۔

☆ ۳۵ سال کی عمر میں جب قبیلۂ قریش میں کعبہ کی تعمیر پر جھگڑا ہوا، آپ ﷺ نے اس جھگڑے کا بہترین حل پیش کیا، جس سے سارا مسئلہ ہی حل ہوگیا، جس پر سب نے آپ کو صادق اور امین کے لقب سے نوازا۔

☆ ۴۰ سال کی عمر میں آپ ﷺ کو نبوت عطا کی گئی۔

☆ تین سال تک نبی اکرم ﷺ چپکے چپکے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ پھر کھلم کھلا اسلام کی دعوت دینے لگے۔

☆ کھلم کھلا اسلام کی دعوت دینے پر مسلمانوں کو بہت زیادہ ستایا جانے لگا۔۲ سال تک

مسلمانوں کو بہت تکلیفیں دی گئیں۔

☆ مسلمانوں نے تنگ آ کر مکہ مکرمہ سے چلے جانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ ۵ نبوت میں صحابہ کی ایک جماعت حبشہ ہجرت کر گئی۔

☆ ۶ نبوت: آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ، اوران کے تین دن بعد حضرت عمر فاروقؓ مسلمان ہوئے۔

☆ ان دونوں کے ایمان لانے سے قبل تک مسلمان چھپ چھپ کر نماز پڑھا کرتے تھے، اب کھل کر نماز پڑھنے لگے۔

☆ ۷ نبوت: قریش نے آپس میں ایک عہد نامہ تحریر کیا کہ کوئی شخص مسلمانوں اور ہاشمی قبیلہ کے ساتھ لین دین اور رشتہ ناطہ نہیں کرے گا۔

اس ظلم کی وجہ سے مسلمان اور ہاشمی قبیلے کے لوگ تقریباً تین سال تک ایک پہاڑی کی کھوہ میں بند رہے۔

☆ ۱۰ نبوت: آپ ﷺ کے چچا ابوطالب اورام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا، آپ کو بہت زیادہ رنج وغم ہوا۔

☆ ۱۰ نبوت: ابوطالب کے انتقال کے بعد کفار مکہ نے کھل کر آپ ﷺ کو اذیت اور تکلیف دینی شروع کردی۔

☆ ۱۰ نبوت: آپ نے طائف جا کر لوگوں کے سامنے اسلام کی دعوت دی، لیکن وہاں پر بھی آپ ﷺ کو بہت ستایا گیا۔

☆ ۱۱ نبوت: آپ ﷺ کے وعظ ونصائح پر مدینہ منورہ کے چھ حضرات مسلمان ہوئے۔

☆ ۲۷رجب ۱۲نبوت: ۵۱ سال ۵مہینہ کی عمر میں نبی اکرم ﷺ کومعراج ہوئی۔ مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

☆ ۱۲نبوت: موسم حج میں ۱۸شخص مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آئے ، انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

☆ ۱۳نبوت: ۲ عورتیں اور ۷۳مرد مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آئے ، انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اورانہوں نے نبی اکرم ﷺ سے مدینہ چلنے کی درخواست کی، نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے لئے راضی ہو گئے۔

☆ ۱۴نبوت (یکم ربیع الاول): آپ ﷺ مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے لئے مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے۔

☆ آپ ﷺ نے سفر ہجرت میں مدینہ منورہ کے قریب بنوعمرو بن عوف کی بستی قبا میں چندروز کا قیام فرمایا اور مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ قُبا سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے بنوسالم بن عوف کی آبادی میں پہونچ کر اُس مقام پر جمعہ پڑھایا جہاں اب مسجد (مسجد جمعہ) بنی ہوئی ہے۔

☆ ۱ ہجری: مدینہ منورہ پہونچکر نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کے ساتھ مل کر مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی۔ ظہر، عصر اور عشاء کی نماز میں اب تک فرض رکعات کی تعداد ۲ تھی، مدینہ منورہ پہونچکر ۴ رکعات مقرر ہوئیں۔ مہاجرین صحابہ کا انصار صحابہ کے ساتھ بھائی چارا قائم کیا گیا۔ مدینہ کے یہودیوں اور آس پاس کے رہنے والے قبیلوں سے امن اور دوستی کے عہد نامے ہوئے۔

☆ ۲ہجری: نماز کے لئے اذان دی جانے لگی۔ کعبہ (بیت اللہ) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جانے لگی۔

☆ ۲ہجری: ماہِ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔

☆ ۳ہجری: زکاۃ فرض ہوئی۔

☆ ۴ہجری: شراب پینا حرام ہوا۔

☆ ۵ہجری: عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم ہوا۔

☆ ۶ہجری: صلح حدیبیہ ہوئی۔ آپ ﷺ عمرہ کی ادائیگی کے بغیر مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ اس وقت کے مشہور بادشاہوں کو نبی اکرم ﷺ نے اسلام کی دعوت دی۔ آپ ﷺ کی دعوت پر بادشاہوں اور حکمرانوں کے علاوہ عرب کے بڑے بڑے قبیلے مسلمان ہوئے۔

☆ ۷ہجری: آپ ﷺ نے عمرہ کی قضا کی، کیونکہ آپ ﷺ ۶ ہجری میں صلح حدیبیہ کی وجہ سے عمرہ ادا نہیں کر سکے تھے۔

☆ ۸ہجری: مکہ مکرمہ فتح ہوا۔ خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک و صاف کیا گیا۔

☆ ۹ہجری: حج فرض ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی سرپرستی میں صحابہ کرام کی ایک جماعت نے حج ادا کیا۔ حضرت علیؓ نے میدان حج میں نبی اکرم ﷺ کے حکم سے اعلان کیا کہ اب آئندہ کوئی مشرک خانہ کعبہ کے اندر داخل نہیں ہوگا۔

☆ ۱۰ہجری: آپ ﷺ نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کے ساتھ حج (حجۃ الوداع) ادا کیا۔

☆ ۱۱ ہجری: ۶۳ سال اور پانچ دن کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے روز آپ ﷺ اس دارفانی سے کوچ فرما گئے۔

غرض نبوت کے بعد آپ ﷺ تقریباً ۲۳ سال حیات رہے، ۱۳ سال مکہ مکرمہ میں، اور ۱۰ سال مدینہ منورہ میں۔

غزوات: نبی اکرم ﷺ کے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد دشمنوں کے ساتھ ۲ ہجری سے ۹ ہجری کے دوران آٹھ سال میں متعدد جنگیں ہوئیں، جن میں سے مشہور غزوات یہ ہیں: غزوہ بدر ۲ ہجری۔ غزوہ احد ۳ ہجری۔ غزوہ خندق ۵ ہجری۔ غزوہ خیبر ۵ ہجری۔ غزوہ فتح مکہ ۸ ہجری۔ غزوہ حنین ۸ ہجری۔ غزوہ تبوک ۹ ہجری۔

نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات

ازواج مطہرات (نبی اکرم ﷺ کی بیویوں) کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام (سورہ احزاب۔آیت ۳۲) میں ارشاد فرماتا ہے۔ ﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ﴾ اے نبی ﷺ کی ازواج (مطہرات) تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔۔ تم بلند مقام کی حامل ہو۔تمہاری ایک غلطی پر دوگنا عذاب دیا جائے گا۔اور اسی طرح تم میں سے جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گی اور نیک کام کرے گی ہم اسے اجر (بھی) دوہرا دیں گے اور اس کے لئے ہم نے بہترین روزی تیار کر رکھی ہے۔۔ جیسا کہ سورہ احزاب آیت ۳۰ اور ۳۱ میں مذکور ہے۔

قرآن کریم روز قیامت تک کے لئے لوگوں سے مخاطب ہے: ﴿وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَہٗ مِنْ بَعْدِہٖٓ اَبَدًا﴾ (سورہ احزاب۔آیت ۵۳) اے ایمان والو! تمہارے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد ان کی ازواج مطہرات میں سے کسی سے نکاح کرو۔ یعنی ازواج مطہرات (نبی اکرم ﷺ کی بیویوں) تمام ایمان والوں کے لئے ماں (ام المؤمنین) کا درجہ رکھتی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے چند نکاح فرمائے۔ ان میں سے صرف حضرت عائشہؓ کنواری تھیں، باقی سب بیوہ یا مطلقہ تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلا نکاح ۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ سے کیا۔حضرت خدیجہؓ کی عمر نکاح کے وقت ۴۰ سال تھی، یعنی حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ سے عمر میں ۱۵ سال بڑی تھیں۔ نیز وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے دو شادیاں کر چکی تھیں، اور ان کے پہلے شوہروں سے بچے بھی تھے۔ جب

نبی اکرم ﷺ کی عمر ۵۰ سال کی ہوئی تو حضرت خدیجہ ؓ کا انتقال ہو گیا۔اس طرح نبی اکرم ﷺ نے اپنی پوری جوانی (۲۵ سے ۵۰ سال کی عمر) صرف ایک بیوہ عورت حضرت خدیجہؓ کے ساتھ گزار دی۔

۵۰ سے ۶۰ سال کی عمر میں آپ ﷺ نے چند نکاح کئے۔ یہ نکاح کسی شہوت کو پوری کرنے کے لئے نہیں کئے کہ شہوت ۵۰ سال کی عمر کے بعد اچانک ظاہر ہو گئی ہو۔ اگر شہوت پوری کرنے کے لئے آپ ﷺ نکاح فرماتے تو کنواری لڑکیوں سے شادی کرتے۔ نیز حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے کسی عورت سے شادی نہیں کی اور نہ کسی بیٹی کا نکاح کرایا مگر اللہ کی طرف سے حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آئے۔ بلکہ چند سیاسی ودینی واجتماعی اسباب کو سامنے رکھ کر آپ ﷺ نے یہ نکاح کئے۔ان سیاسی ودینی واجتماعی اسباب کا بیان مضمون کے آخر میں آرہا ہے۔

سب سے قبل نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کا مختصر تعارف:

۱) ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ: یہ نبی اکرم ﷺ کی پہلی بیوی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی دیانت، کمال اور برکت کو دیکھ کر انہوں نے خود شادی کی درخواست کی تھی۔نکاح کے وقت آپ ﷺ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال تھی۔آپ ﷺ کی چاروں بیٹیاں (زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ) اور ابراہیمؓ کے علاوہ دونوں بیٹے (قاسمؓ اور عبداللہؓ) حضرت خدیجہؓ ہی سے پیدا ہوئے۔آپ ﷺ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۰ سال تھی۔حضرت خدیجہ ؓ کا انتقال نبوت کے دسویں

سال ہوا، اس وقت حضرت خدیجہ ؓ کی عمر ۶۵ سال تھی۔ حضرت خدیجہ ؓ کی سچائی اور غمگساری کو نبی اکرم ﷺ ان کی وفات کے بعد بھی ہمیشہ یاد فرماتے تھے۔

۲) امّ المؤمنین حضرت سودہ ؓ: یہ اپنے شوہر (سکران بن عمرو) کے ساتھ مسلمان ہوئی تھیں، ان کی ماں بھی مسلمان ہوگئی تھیں، ماں اور شوہر کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئیں تھیں۔ وہاں ان کے شوہر کا انتقال ہوگیا۔ جب اُن کا کوئی بظاہر دنیاوی سہارا نہ رہا تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ ؓ کی وفات کے بعد نبوت کے دسویں سال ان سے نکاح کرلیا ۔اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۰ سال اور حضرت سودہ ؓ کی عمر ۵۵ سال تھی۔ اور یہ اسلام میں سب سے پہلی بیوہ عورت تھیں۔ حضرت خدیجہ ؓ کے انتقال کے بعد تقریباً تین چار سال تک صرف حضرت سودہ ؓ ہی آپ ﷺ کے ساتھ رہیں، کیونکہ حضرت عائشہ ؓ کی رخصتی نکاح کے تین یا چار سال بعد مدینہ منورہ میں ہوئی۔ غرض تقریباً ۵۵ سال کی عمر تک آپ ﷺ کے ساتھ صرف ایک ہی عورت رہی اور وہ بھی بیوہ۔ حضرت سودہ ؓ کا انتقال ۵۴ ہجری میں ہوا۔

۳) امّ المؤمنین حضرت عائشہ ؓ: یہ خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی بیٹی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی آرزو تھی کہ میری بیٹی نبی کے گھر میں ہو۔ چنانچہ حضرت عائشہ ؓ کا نکاح نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مکہ ہی میں ہوگیا تھا۔ مگر نبی کریم ﷺ کے گھر (مدینہ منورہ) میں ۲ ہجری کو آئیں۔ یعنی ۳ ، ۴ سال بعد رخصتی ہوئی۔ اُس وقت نبی اکرم ﷺ کی عمر ۵۵ سال تھی۔ جیسے باپ نے اسلام کی بڑی بڑی خدمات انجام دی تھیں، بیٹی بھی ایسی ہی عالمہ وفاضلہ ہوئیں کہ بڑے بڑے صحابہ کرام اُن سے مسائل

دریافت فرمایا کرتے تھے۔۲۲۱۰ احادیث کی روایت اُن سے ہے۔حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے بعد سب سے زیادہ احادیث حضرت عائشہ ؓ سے ہی مروی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی صرف حضرت عائشہؓ ہی کنواری بیوی تھیں، باقی سب بیوہ یا مطلقہ تھیں۔ نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہ ؓ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں ہی آپ ﷺ کی وفات ہوئی اوراسی میں آپ ﷺ مدفون ہیں۔حضرت عائشہ ؓ کا ۵۷ یا۵۸ ہجری میں انتقال ہوا۔

۴) **امّ المؤمنین حضرت حفصہ ؓ بنت عمر:** یہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق ؓ کی بیٹی ہیں۔ انہوں نے اپنے پہلے شوہر کے ساتھ حبشہ اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ان کے شوہر غزوہ احد میں زخمی ہوگئے تھے اور انہیں زخموں سے تاب نہ لاکر انتقال فرما گئے تھے۔ اس طرح حضرت حفصہؓ بیوہ ہوگئیں تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے ۳ ہجری میں نکاح فرمالیا۔اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۶ سال کی تھی۔حضرت حفصہ ؓ بہت زیادہ عبادت گزار تھیں۔حضرت حفصہ ؓ کا انتقال ۴۱یا۴۵ ہجری میں ہوا۔

۵) **امّ المؤمنین حضرت زینبؓ بنت خزیمہ:** ان کا پہلا نکاح طفیل بن حارث سے، پھر عبیدہ بن حارث سے ہوا تھا۔ یہ دونوں نبی اکرم ﷺ کے حقیقی چچیرے بھائی تھے۔ تیسرا نکاح حضرت عبداللہ بن جحشؓ سے ہوا تھا، یہ نبی اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے، وہ جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت زینب ؓ کے تیسرے شوہر کے انتقال کے بعد ان سے ۳ ہجری میں نکاح کرلیا۔اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۶ سال کی تھی۔ وہ نکاح کے بعد صرف تین ماہ زندہ رہیں۔ یہ غریبوں کی اتنی مدد اور پرورش کیا کرتی تھیں کہ ان

کا لقب امّ المساکین (مسکینوں کی ماں) پڑ گیا تھا۔

۶) امّ المؤمنین حضرت ام سلمہ ؓ: ان کا پہلا نکاح حضرت ابو سلمہؓ سے ہوا تھا، جو نبی اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ ان کے شوہر حضرت ابو سلمہؓ کی جنگ احد کے زخموں سے وفات ہوگئی تھی۔ چار بچے یتیم چھوڑے۔ جب کوئی بظاہر دنیاوی سہارا نہ رہا تو نبی اکرم ﷺ نے بے کس بچوں اور ان کی حالت پر رحم کھا کر ان سے ۳ ہجری میں نکاح کر لیا۔ نکاح کے وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۶ سال اور حضرت ام سلمہ ؓ کی عمر ۶۵ سال تھی۔ ۵۸ یا ۶۱ ہجری میں حضرت ام سلمہ ؓ کا انتقال ہوگیا۔ امہات المؤمنین میں سب سے آخر میں انہیں کا انتقال ہوا۔

غرضیکہ حضرت حفصہؓ، حضرت زینب بنت خزیمہ ؓ اور حضرت ام سلمہ ؓ کے شوہر غزوہ احد (۳ ہجری) میں شہید ہوئے، یا زخموں کی تاب نہ لا کر انتقال فرما گئے تو آپ ﷺ نے ان بیوہ عورتوں سے ان کے لئے دنیاوی سہارے کے طور پر نکاح فرما لیا۔

۷) امّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش ؓ: یہ نبی اکرم ﷺ کی سگی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کا نکاح کوشش کر کے اپنے منہ بولے بیٹے (آزاد کردہ غلام) حضرت زیدؓ سے کرا دیا تھا۔ لیکن شوہر کی حضرت زینبؓ کے ساتھ نہیں بنی اور بیوی کو چھوڑ دیا۔ اگرچہ نبی اکرم ﷺ نے زید ؓ کو بہت سمجھایا مگر دونوں کا ملاپ نہیں ہوسکا۔ حضرت زینبؓ کی اس مصیبت کا بدلہ اللہ نے یہ دیا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اُن کا نکاح ۵ ھجری میں ہوگیا، یعنی اُس وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۸ سال تھی۔ زمانہ جاہلیت میں منہ

بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کی طرح سمجھ کراس کی مطلقہ یا بیوہ عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت زیدؓ کی مطلقہ عورت سے نکاح کر کے امت مسلمہ کو یہ تعلیم دی کہ منہ بولے بیٹے کا حکم حقیقی بیٹے کی طرح نہیں ہے، یعنی منہ بولے بیٹے کی مطلقہ یا بیوہ عورت سے شادی کی جاسکتی ہے۔ یاد رکھیں کہ باپ اپنے حقیقی بیٹے کی مطلقہ یا بیوہ عورت سے کبھی بھی شادی نہیں کرسکتا۔ حضرت زینبؓ کا انتقال ۲۰ ہجری میں حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں ہوا۔

۸) **امّ المؤمنین حضرت جویریہؓ:** لڑائی میں پکڑی گئی تھیں اور حضرت ثابت بن قیسؓ کے حصہ میں آئیں، حضرت ثابت بن قیسؓ ۲۰ سال کے نوجوان تھے۔ حضرت ثابت بن قیسؓ نے حضرت جویریہؓ سے اُن کو آزاد کرنے کے لئے کچھ پیسہ مانگا۔ حضرت جویریہؓ مالی تعاون کے لئے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور یہ بھی ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوچکی ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے ساری رقم ادا کر کے اُن کو آزاد کرادیا۔ پھر فرمایا کہ بہتر ہے کہ میں تمہارے ساتھ نکاح کرلوں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اُن کا نکاح ۵ ھجری میں ہوگیا، یعنی اُس وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۸ سال کی تھی۔ جب لشکر نے یہ سنا کہ سارے قیدی نبی اکرم ﷺ کے رشتہ دار بن گئے تو صحابہ کرام نے سب قیدیوں کو آزاد کردیا۔ اس طرح نبی اکرم ﷺ کی اس چھوٹی سی تدبیر نے ۱۰۰ سے زیادہ انسانوں کو لونڈی وغلام بنائے جانے سے بچادیا۔ نیز حضرت جویریہؓ کے ساتھ نکاح کرنے کی وجہ سے قبیلہ بنو مصطلق کی ایک بڑی جماعت نے اسلام قبول کرلیا۔ (یاد رکھیں کہ اسلام نے ہی عربوں میں زمانہ جاہلیت سے جاری انسانوں کو غلام ولونڈی بنانے کا رواج رفتہ رفتہ ختم کیا ہے)۔

حضرت جویریہ ؓ کا انتقال ۵۰ ہجری میں ہوا۔

۹) امّ المؤمنین حضرت صفیہ ؓ بنت حیی بن اخطب: ان کا تعلق یہودیوں کے قبیلہ بنونضیر سے ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے باپ، بھائی اور ان کے شوہر کو جنگ میں قتل کر دیا گیا تھا۔ یہ قید ہو کر آئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو اختیار دیا کہ چاہیں اسلام لے آئیں یا اپنے مذہب پر باقی رہیں۔ اگر اسلام لاتی ہیں تو میں نکاح کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ورنہ ان کو آزاد کر دیا جائے گا تا کہ اپنے خاندان کے ساتھ جا ملیں۔ حضرت صفیہ ؓ اپنے خاندان کے لوگوں میں واپسی کے بجائے اسلام قبول کر کے نبی اکرم ﷺ سے نکاح کرنے کے لئے تیار ہو گئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا، پھر ۷ ہجری میں ان سے نکاح کر لیا۔ نکاح کے وقت نبی اکرم ﷺ کی عمر ۶۰ سال تھی۔

حضرت صفیہ ؓ کا انتقال ۵۰ ہجری میں ہوا۔

۱۰) امّ المؤمنین حضرت ام حبیبہ ؓ: حضرت ابوسفیان اموی ؓ کی بیٹی ہیں۔ جن دنوں ان کے والد نبی کریم ﷺ کے ساتھ لڑائی لڑ رہے تھے، یہ مسلمان ہوئی تھیں، اسلام کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ پھر شوہر کو لیکر حبشہ کی طرف ہجرت کی، وہاں جا کر اُن کا شوہر مرتد ہو گیا۔ ایسی سچی اور ایمان میں پکی عورت کے لئے یہ کتنی مصیبت تھی کہ اسلام کے واسطے باپ، بھائی، خاندان، قبیلہ اور اپنا ملک وطن چھوڑا تھا۔ پردیس میں خاوند کا سہارا تھا۔ اس کی بے دینی سے وہ بھی جاتا رہا۔ نبی کریم ﷺ نے ایسی صابرہ عورت کے ساتھ حبشہ ہی میں ۷ ہجری میں نکاح کیا، یعنی اُس وقت آپ ﷺ کی عمر ۶۰ سال تھی۔ ۴۴ ہجری میں حضرت ام حبیبہ ؓ کا انتقال ہو گیا۔

۱۱) امّ المؤمنین حضرت میمونہ ؓ: ان کے دو نکاح ہو چکے تھے۔ اُن کی ایک بہن حضرت عباس ؓ کے، ایک بہن حضرت حمزہؓ کے، ایک بہن حضرت جعفر طیارؓ کے گھر میں تھیں۔ ایک بہن حضرت خالد بن ولیدؓ کی ماں تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس ؓ کے کہنے پر ۷ ہجری میں حضرت میمونہ ؓ سے نکاح کرلیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۶۰ سال تھی۔ ۵۱ ہجری میں حضرت میمونہؓ کی وفات ہوئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ان ازواج مطہرات میں سے حضرت خدیجہ ؓ اور حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کا انتقال آپ ﷺ کی زندگی میں ہوگیا تھا، باقی سب کا انتقال آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ سب نکاح اس آیت سے پہلے ہو چکے تھے، جس میں ایک مسلمان کے واسطے بیویوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ (بشرطِ عدل) چار تک مقرر کی گئی ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی بیویوں کو دوسروں کے لئے حرام قرار دیا۔ جیسا کہ مضمون کے شروع میں گزر چکا ہے۔ نیز سورہ احزاب ۵۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکَ حُسْنُهُنَّ﴾ اس کے بعد اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں ہیں۔ اور نہ یہ درست ہے کہ ان کے بدلے اور عورتوں سے نکاح کرو، اگرچہ ان کی صورت اچھی بھی لگتی ہو۔ یعنی آپ ﷺ کو ان ازواج مطہرات کے علاوہ (جن کی تعداد اس آیت کے نزول کے وقت ۹ تھی) دیگر عورتوں سے نکاح کرنے یا ان میں سے کسی کو طلاق دیکر اس کی جگہ کسی اور سے نکاح کرنے سے منع فرمادیا۔ اس آیت

کے نازل ہونے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے کوئی دوسرا نکاح بھی نہیں کیا۔
یاد رکھیں کہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تمام نکاح اللہ کے حکم سے ہی کئے۔ نیز عربوں میں ایک سے زیادہ شادی کرنے کا عام رواج تھا۔ نیز صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو چالیس مرد کی طاقت دی گئی تھی۔غور فرمائیں کہ چالیس مرد کی طاقت رکھنے کے باوجود نبی اکرم ﷺ نے پوری جوانی اس بیوہ عورت کے ساتھ گزار دی جو پہلے دو شادیاں کر چکی تھیں، نیز اُن کے پہلے شوہروں سے بچے بھی تھے۔اسکے بعد تین چار سال ایک دوسری بیوہ حضرت سودہؓ کے ساتھ گزار دئے۔اس طرح ۵۵ سال کی عمر تک آپ ﷺ کے ساتھ صرف ایک ہی بیوہ عورت رہی۔

۵۰ سے ۶۰ سال کی عمر میں آپ ﷺ نے چند نکاح کئے جن کے سیاسی ودینی واجتماعی چند اسباب یہ ہیں:

۱) خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی حضرت عائشہؓ، خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ سے آپ ﷺ نے نکاح کئے۔ خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ اور خلیفہ رابع حضرت علیؓ کے ساتھ حضور اکرم ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں کا نکاح کیا۔ غرضیکہ نکاح کے ذریعہ (آپکی وفات کے بعد آنے والے) چاروں خلفاء کے ساتھ داماد یا سسر کا رشتہ قائم ہوگیا۔جس سے صحابہ کے درمیان تعلق مضبوط اور مستحکم ہوا، اور امت میں اتحاد واتفاق پیدا ہوا۔

۲) جنگوں میں بعض صحابہ کرام شہید ہوئے یا کفار مکہ نے مسلمان عورتوں کو طلاق دیدی تو

نبی اکرم ﷺ نے اُن بیوہ یا مطلقہ عورتوں پر شفقت وکرم کا معاملہ فرمایا، اوران سے نکاح کرلیا تا کہ ان بیوہ یا مطلقہ عورتوں کو کسی حد تک دلی تسکین مل سکے۔ نیز انسانیت کو بیوہ اور مطلقہ عورتوں سے نکاح کرنے کی ترغیب دی۔

۳) نبی اکرم ﷺ نے سارے نکاح بیوہ یا مطلقہ عورتوں سے کئے۔ لیکن صرف ایک نکاح کنواری لڑکی حضرت عائشہ ؓ سے کیا، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں رہ کر مسائل سے اچھی طرح واقفیت حاصل کی۔ عربی میں محاورہ ہے: (اَلْعِلْمُ فِی الصِّغَرِ کَالنَّقشِ عَلَی الْحَجَرِ) چھوٹی عمر میں علم حاصل کرنا پتھر پر نقش کی طرح ہوتا ہے۔ تقریباً ۲۲۱۰ احادیث حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے انتقال کے ۴۲ سال بعد حضرت عائشہ ؓ کا انتقال ہوا۔ یعنی نبی ﷺ کی وفات کے بعد ۴۲ سال تک علوم نبوت کو امت محمدیہ تک پہونچاتی رہیں۔

۴) یہود ونصاریٰ میں سے جو حضرات مسلمان ہوئے، ان کے ساتھ آپ ﷺ نے شفقت ورحمت کا معاملہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت صفیہ ؓ مسلمان ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کو آزاد کیا، اوران کی رضامندی پر آپ ﷺ نے ان سے شادی کی۔ اسی طرح حضرت ماریہ ؓ جو عیسائی تھیں، ایمان لائیں تو آپ ﷺ نے ان کو عزت دیکر انہیں اپنے ساتھ رکھا۔ آپ کے بیٹے ابراہیم ؓ حضرت ماریہ ؓ سے ہی پیدا ہوئے۔

غرض نبی اکرم ﷺ نے مرد ہونے کی حیثیت سے صرف ایک نکاح کیا، اور وہ حضرت خدیجہ ؓ سے کیا۔ اور پوری جوانی انہیں بیوہ عورت کے ساتھ گزاردی۔ البتہ باقی نکاح رسول ہونے کی حیثیت سے کئے۔ جس کی تفصیل اوپر گزرچکی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی اولاد

نبی اکرم ﷺ کی ساری اولاد آپ ﷺ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہؓ سے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئی، سوائے آپ کے بیٹے حضرت ابراہیمؓ کے، وہ حضرت ماریہ القبطیہؓ سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

نبی اکرم ﷺ کے تین بیٹے: ۱۔ قاسمؓ ۲۔ عبداللہؓ ۳۔ ابراہیمؓ

حضرت قاسمؓ: مکہ مکرمہ میں نبوت سے قبل پیدا ہوئے۔ دو سال چھ ماہ کے ہوئے تو ان کا انتقال ہو گیا۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ قاسمؓ ۷ ماہ کی عمر میں ہی اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔ مکہ مکرمہ میں مدفون ہیں۔ انہیں کی طرف نسبت کرکے آپ ﷺ کو ابوالقاسم کہا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہؓ: مکہ مکرمہ میں نبوت کے بعد پیدا ہوئے۔ ۲ سال سے کم عمر ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ مکہ مکرمہ میں مدفون ہیں۔ ان کو طیب و طاہر بھی کہا جاتا ہے۔ ان ہی کی موت پر کسی شخص نے آپ ﷺ کو ابتر کہا (وہ شخص جس کی کوئی اولاد نہ ہو)، تو سورہ الکوثر نازل ہوئی، جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔

حضرت ابراہیمؓ: ان کی پیدائش مدینہ منورہ میں ۸ ہجری میں ہوئی۔ ابراہیمؓ کی پیدائش پر آپ ﷺ اور صحابہ کرام بہت خوش ہوئے۔ سات دن کے ہونے پر آپ ﷺ نے ان کا عقیقہ کیا، بال منڈوائے، بالوں کے وزن کے برابر مسکینوں کو صدقہ دیا۔ ۱۰ ہجری میں ۱۶ یا ۱۸ ماہ کی عمر میں بیماری کی وجہ سے ابراہیمؓ کا انتقال ہو گیا۔ ابراہیمؓ کے انتقال پر آپ ﷺ کافی رنجیدہ و مغموم ہوئے۔ مدینہ منورہ (البقیع) میں مدفون ہیں۔ انہیں کے انتقال

کے دن سورج گرہن ہوا، لوگوں نے سمجھا کہ ابراہیمؓ کی موت کی وجہ سے یہ سورج گرہن ہوا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، یہ کسی کی زندگی یا موت پر گرہن نہیں ہوتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی چار بیٹیاں: ۱۔ زینبؓ ۲۔ رقیہؓ ۳۔ ام کلثومؓ ۴۔ فاطمہؓ

آپ ﷺ کی تین بیٹیاں آپ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں انتقال فرما گئیں، البتہ حضرت فاطمہؓ کا انتقال آپ ﷺ کی رحلت کے چھ ماہ بعد ہوا۔ چاروں بیٹیاں مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان (البقیع) میں مدفون ہیں۔

حضرت زینبؓ: آپ ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی عمر جب ۳۰ سال کی تھی، یہ پیدا ہوئیں۔ ان کے شوہر حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ تھے۔ ان سے دو بچے علیؓ اور امامہؓ پیدا ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ کے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد حضرت زینبؓ اپنے شوہر کے ساتھ کافی دنوں تک مکہ مکرمہ ہی میں مقیم رہیں۔ جب اسلام نے مشرکین کے ساتھ نکاح کرنے کو حرام قرار دیا تو حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر سے اپنے والد کے پاس جانے کی خواہش ظاہر کی، کیونکہ وہ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے۔ چنانچہ حضرت زینبؓ کافی تکلیفوں اور پریشانیوں سے گزر کر مدینہ منورہ اپنے والد کے پاس پہونچیں۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ بھی ایمان لے آئے، آپ ﷺ نے حضرت زینبؓ کا حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ کے ساتھ دوبارہ نکاح کر دیا۔ لیکن مدینہ منورہ پہونچ کر حضرت زینبؓ صرف ۷ یا ۸ ماہ ہی حیات رہیں، چنانچہ ۳۰ سال کی عمر میں ۸ ہجری میں انتقال فرما گئیں۔

حضرت رقیہؓ: آپ ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی عمر جب ۳۳ سال کی تھی، یہ پیدا ہوئیں۔ اسلام سے پہلے ان کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا تھا۔ جب سورہ تبت نازل ہوئی تو باپ کے کہنے پر عتبہ نے حضرت رقیہؓ کو طلاق دیدی۔ پھر ان کی شادی حضرت عثمانؓ بن عفان سے ہوئی۔ ان سے ایک بیٹا عبداللہؓ پیدا ہوا جو بچپن میں ہی انتقال فرما گیا۔ حضرت رقیہؓ ۲ ہجری میں انتقال فرما گئیں۔ انتقال کے وقت حضرت رقیہؓ کی عمر تقریباً ۲۰ سال تھی۔

حضرت ام کلثومؓ: آپ ﷺ کی تیسری صاحبزادی ہیں۔اسلام سے پہلے ان کا نکاح ابو لہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ کے ساتھ ہوا تھا۔ جب سورہ تبت نازل ہوئی تو ابولہب کے کہنے پر اس بیٹے نے بھی حضرت ام کلثومؓ کو طلاق دیدی۔حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد ان کی شادی حضرت عثمانؓ بن عفان سے ہوئی۔۹ ہجری میں انتقال فرما گئیں۔انتقال کے وقت حضرت ام کلثومؓ کی عمر تقریباً ۲۵ سال تھی۔حضرت ام کلثومؓ کے انتقال کے وقت آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میرے پاس کوئی دوسری لڑکی (غیر شادی شدہ) ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی حضرت عثمان غنیؓ سے کر دیتا۔

حضرت فاطمہ الزہراءؓ: آپ ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔آپ ﷺ حضرت فاطمہؓ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی عمر جب ۳۵ یا ۴۱ سال تھی، یہ پیدا ہوئیں۔ان کا نکاح مدینہ منورہ میں حضرت علیؓ بن طالب کے ساتھ ہوا۔ **سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر** کی تسبیحات حضرت فاطمہؓ کی دن بھر کی تھکان کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت فاطمہؓ کے لئے نبی اکرم ﷺ کے

پاس لے کر آئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے انتقال کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ ؓ ۲۳ یا ۲۹ سال کی عمر میں انتقال فرما گئیں۔

حضرت فاطمہؓ بنت النبی ﷺ کی اولاد: حسنؓ، حسینؓ، زینبؓ اور ام کلثومؓ

حضرت حسن ؓ: رمضان ۳ ہجری میں پیدا ہوئے۔ حضرت حسنؓ سر سے سینے تک نبی اکرم ﷺ کے مشابہ تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام حسن نام کو جنت کے ریشم میں لپیٹ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے تھے، اور حسین حسن سے ماخوذ ہے۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد ۴۱ ہجری میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اور ان کو امیر المؤمنین کا لقب دیا گیا۔ ربیع الاول ۴۱ ہجری میں حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی۔ اس طرح حضرت حسنؓ ٦ ماہ اور ۲۰ دن امیر المؤمنین رہے۔ حضرت حسن ؓ کو زہر دیا گیا، ۴۰ دن تک زہر سے متاثر رہے اور ربیع الاول ۴۹ ہجری میں انتقال فرما گئے۔ مدینہ منورہ (البقیع) میں مدفون ہیں۔

حضرت حسین ؓ: ۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن ؓ کی طرح حضرت حسین ؓ کا بھی عقیقہ کیا۔ حضرت حسینؓ سینے سے ٹانگوں تک نبی اکرم ﷺ کے مشابہ تھے۔ ۱۰ محرم الحرام، جمعہ کے دن، ٦۱ ہجری میں ملکِ عراق میں کوفہ شہر کے قریب میدانِ کربلا میں شہید ہوئے۔ اس طرح آپ ﷺ کے چہیتے نواسے نے اپنے خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ حق کے لئے اپنی جان کی قربانی پیش کر دی۔

حضرت ام کلثومؓ: یہ حضرت عمر فاروق ؓ کی اہلیہ ہیں۔ ان سے حضرت زید ؓ اور حضرت رقیہؓ پیدا ہوئے۔

حضرت زینبؓ: ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر الطیّارؓ بن ابی طالب کے ساتھ ہوا۔ ان سے جعفرؓ ، عونؓ الاکبرؓ،ام کلثومؓ اور علیؓ پیدا ہوئے۔

حضرت زینبؓ بنت النبی ﷺ کی اولاد: ۱۔ علیؓ ۲۔ امامہؓ

حضرت علی بن زینبؓ: ان کے والد حضرت ابوالعاصؓ ہیں جو ان کی والدہ حضرت زینبؓ کے خالہ زاد بھائی تھے۔

حضرت امامہ بنت زینبؓ: نبی اکرم ﷺ ان سے بہت محبت فرماتے تھے۔نماز کے دوران کبھی کبھی وہ اپنے نانا کے کندھے پر بیٹھ جاتی تھیں۔حضرت فاطمہؓ کے انتقال کے بعد حضرت فاطمہؓ کی وصیت کے مطابق امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے ان سے نکاح فرمالیا تھا۔

سب سے افضل بشر اور تمام نبیوں کے سردار
حضور اکرم ﷺ کا لباس

قرآن وسنت کی روشنی میں علماء کرام نے تحریر کیا ہے کہ انسان اپنے علاقہ کی عادات واطوار کے لحاظ سے حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق کوئی بھی لباس پہن سکتا ہے کیونکہ لباس میں اصل جواز ہے جیسا کہ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۳۲ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ لباس اور کھانے کی چیزوں میں وہی چیز حرام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ لیکن ہمیں اپنے لباس میں حتی الامکان نبی اکرم ﷺ کے طریقہ کو اختیار کرنا چاہئے اور وہ لباس جس کی وضع وقطع اور پہننا غیر مسنون ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے طریقہ کو کل قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے نمونہ بنایا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: تم سب کے لئے رسول اللہ کی ذات بہترین نمونہ ہے۔ (سورۃ الاحزاب ۲۱) اللہ تعالیٰ نے لباس کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: اے آدم کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس بنایا جو تمہاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور بہترین لباس تقوی کا لباس ہے۔ (سورۃ الاعراف ۲۶) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تقوی کا لباس پہننے کی تعلیم دی ہے اور لِبَاسُ التقوی سے مراد وہ لباس ہے جس میں شرم وحیا ہو اور لباس کے متعلق حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات کے خلاف نہ ہو۔

شرعی لباس کے چند بنیادی شرائط: نبی اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں علماء کرام نے لباس کے بعض شرائط تحریر کئے ہیں: ۱) مرد حضرات کے لئے ایسا لباس پہننا فرض ہے، جس سے ناف سے لے کر گھٹنے تک جسم چھپ جائے اور ایسا لباس پہننا سنت ہے جس سے ہاتھ، پیر اور چہرے کے علاوہ مکمل جسم چھپ جائے۔ عورتوں کے لئے ایسا لباس پہننا فرض ہے، جس سے ہاتھ، پیر اور چہرے کے علاوہ ان کا پورا جسم چھپ جائے۔ یہاں لباس کا بیان ہے نہ کہ پردے کا کیونکہ غیر محرم کے سامنے عورت کو چہرا ڈھانکنا ضروری ہے۔ ۲) لباس نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کے خلاف

نہ ہو، مثلاً مرد حضرات کے لئے ریشمی کپڑے اور خالص سرخ یا زرد رنگ کا لباس۔ ۳) ایسا تنگ یا باریک لباس نہ ہو جس سے جسم کے اعضاء نظر آئیں۔ ۴) مردوں کا لباس عورتوں کے مشابہ اور عورتوں کا لباس مردوں کے مشابہ نہ ہو۔ ۵) مردوں کا لباس زیادہ رنگین اور عورتوں کا لباس زیادہ خوشبو والا نہ ہو۔ ۶) مردوں کا لباس ٹخنوں سے اوپر جبکہ عورتوں کا لباس ٹخنوں سے نیچے ہو۔ ۷) کفار و مشرکین کے مذہبی لباس سے مشابہت نہ ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ لباس "سفید پوشاک ": امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ نبی اکرم ﷺ سفید کپڑوں کو بہت پسند فرماتے تھے۔ متعدد احادیث میں اس کا تذکرہ ملتا ہے، یہاں اختصار کی وجہ سے صرف ۲ حدیثیں ذکر کر رہا ہوں: حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کپڑوں میں سے سفید کو اختیار کیا کرو کیونکہ وہ تمہارے کپڑوں میں بہترین کپڑے ہیں اور سفید کپڑوں میں ہی اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔ (ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ) حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفید لباس پہنو کیونکہ وہ بہت پاکیزہ، بہت صاف اور بہت اچھا ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔ (نسائی)

رنگین لباس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وعمل: نبی اکرم ﷺ زیادہ تر سفید لباس پہنا کرتے تھے اگرچہ دوسرے رنگ کے کپڑے بھی آپ ﷺ نے استعمال کئے ہیں۔ رنگین لباس چادر یا عبایہ یا جبہ کی شکل میں عموماً ہوا کرتا تھا کیونکہ آپ ﷺ کی قمیص اور تہبند عموماً سفید ہوا کرتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کو خالص زرد رنگ کے کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو فرمایا کہ یہ کافروں کا لباس ہے اس کو نہ پہنو۔ (مسلم) حضرت ابی رِمثہ رفاعہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو دو سبز کپڑوں میں ملبوس دیکھا۔ (ابوداود، ترمذی) حضرت براء ؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا قد درمیانی تھا۔ ایک مرتبہ میں نے آپ ﷺ کو سرخ دھاریوں والی چادر میں ملبوس دیکھا۔ میں نے کبھی بھی اس سے زیادہ کوئی خوبصورت منظر نہیں

دیکھا۔(بخاری و مسلم) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سرخ دھاریوں والی یمنی چادر کو بہت پسند فرماتے تھے۔(بخاری و مسلم) ﴿وضاحت﴾: بعض روایات میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نے سرخ پوشاک استعمال کی ہے، جبکہ دیگر احادیث میں مردوں کو سرخ اور پیلے کپڑے پہننے سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔اس بظاہر تضاد کی محدثین وعلماء نے یہ توجیہ بیان کی ہے کہ خالص سرخ یا خالص پیلے کپڑے نہیں پہننے چاہیئے، البتہ سرخ یا پیلے رنگ کی دھاریوں والے (یعنی ڈیزائن والے) کپڑے پہنے جاسکتے ہیں۔

آپ ﷺ کی قمیص: حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو کپڑوں میں قمیص زیادہ پسند تھی۔(ترمذی،ابوداود) آپ ﷺ کی قمیص کے جو اوصاف احادیث میں مذکور ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں: آپ ﷺ کی قمیص کا رنگ عموماً سفید ہوا کرتا تھا۔آپ ﷺ کی قمیص تقریباً نصف پنڈلی تک ہوا کرتی تھی۔آپ ﷺ کی قمیص کی آستین عموماً پہونچے تک ہوا کرتی تھی،کبھی کبھی انگلیوں کے سرے تک۔آپ ﷺ کی قمیص اور قمیص کی آستین کشادہ ہوا کرتی تھی۔

آپ ﷺ کا ازار (یعنی تہبند وپائجامہ): ازار اس لباس کو کہتے ہیں جو جسم کے نچلے حصہ میں پہنا جاتا ہے۔نبی اکرم ﷺ تہبند کا استعمال فرماتے تھے۔آپ ﷺ کا تہبند ناف کے اوپر سے نصف پنڈلی تک رہا کرتا تھا۔صحابۂ کرام بھی عموماً تہبند استعمال کرتے تھے اور آپ ﷺ کی اجازت سے پائجامہ بھی پہنتے تھے۔حضرت ابوسعید الخدریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کا لباس آدھی پنڈلی تک رہنا چاہیئے۔نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان اجازت ہے۔لباس کا جتنا حصہ ٹخنوں سے نیچے ہووہ جہنم کی آگ میں ہے۔(ابوداود،ابن ماجہ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بطور تکبر اپنا کپڑا گھسیٹے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی جانب نظر عنایت نہیں فرمائے گا۔ (بخاری و مسلم) حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لباس کا جتنا حصہ ٹخنوں سے نیچے ہووہ جہنم کی آگ میں ہے۔(بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لٹکانا تہبند، قمیص اور عمامہ میں پایا جاتا ہے، جس نے ان میں سے کسی لباس کو بطور تکبر ٹخنوں سے نیچے لٹکایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی جانب نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ (ابوداود، نسائی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جو حکم نبی اکرم ﷺ نے پائجامہ کے متعلق فرمایا وہی حکم قمیص کا بھی ہے۔ (ابوداود) البتہ عورتوں کا لباس ٹخنوں سے نیچا ہونا چاہئے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بطور تکبر اپنا کپڑا گھسیٹے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی جانب نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ حضرت ام سلمہؓ نے سوال کیا کہ عورتیں اپنے دامن کا کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (نصف پنڈلی سے) ایک بالشت نیچے لٹکائیں۔ حضرت ام سلمہؓ نے دوبارہ سوال کیا کہ اگر پھر بھی ان کے قدم کھلے رہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (نصف پنڈلی سے) ایک ذراع نیچے لٹکالیں، لیکن اس سے زیادہ نہیں۔ (ابوداود، ترمذی)

آپ ﷺ کی ٹوپی: حضور اکرم ﷺ عموماً سفید ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ علامہ ابن القیمؒ اپنی کتاب "زاد المعاد فی ہدی خیر العباد" میں تحریر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ عمامہ باندھتے تھے اور اس کے نیچے ٹوپی بھی پہنتے تھے، آپ ﷺ عمامہ کے بغیر بھی ٹوپی پہنتے تھے اور آپ ﷺ ٹوپی پہنے بغیر بھی عمامہ باندھتے تھے۔ مشہور محدث وفقیہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے ننگے سر نماز پڑھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ ہندوپاک کے جمہور علماء کا بھی یہی موقف ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت بنانا غلط ہے۔ سعودی عرب کے علماء کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ ٹوپی نبی اکرم ﷺ کی سنت اور محدثین ومفسرین وفقہاء وعلماء وصالحین کا طریقہ ہے نیز ٹوپی پہننا انسان کی زینت ہے اور قرآن کریم (سورۃ الاعراف ۳۱) کی روشنی میں نماز میں زینت مطلوب ہے لہذا ہمیں نماز ٹوپی پہن کر ہی پڑھنی چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے غلام نافع کو ننگے سر نماز پڑھتے دیکھا تو بہت غصہ ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ مستحق ہے کہ ہم اس کے سامنے زینت کے ساتھ حاضر ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ: آپ ﷺ کا عمامہ اکثر اوقات سفید ہی ہوا کرتا تھا اور کبھی سیاہ اور کبھی سبز۔ آپ ﷺ کا عمامہ عموماً ۶۔۷ ذراع لمبا ہوا کرتا تھا۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی اکرم ﷺ اس حال میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کہ آپ ﷺ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ (مسلم، ترمذی) حضرت جعفر بن عمرو بن حریث اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ دیکھا۔ (ترمذی) آپ کے سفید عمامہ کا تذکرہ متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ: حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک طیالسی کسروانیہ جبہ مبارک نکالا جس کا گریبان ریشم کا تھا اور اس کے دونوں دامن ریشم سے سلے ہوئے تھے، اور فرمایا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ کا جبہ ہے جو ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس تھا جب وہ وفات پا گئیں تو اسے میں نے لے لیا۔ نبی اکرم ﷺ اسے پہنا کرتے تھے۔ (مشکوۃ) آپ ﷺ نے رومی اور شامی اونی جبوں کا بھی استعمال کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس میں درمیانہ روی: رسول اکرم ﷺ نے اعلیٰ و عمدہ و قیمتی لباس بھی پہنے ہیں مگر ان کی عادت نہیں ڈالی۔ ہر قسم کا لباس بے تکلف پہن لیتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے ایک پیوند لگی ہوئی چادر اور موٹا تہبند نکالا پھر فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کی روح مبارکہ ان دونوں میں قبض کی گئی۔ (بخاری) ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو تمہیں دنیا سے اتنا کافی ہو جیسے سوار مسافر کا توشہ اور امیروں کی مجلس سے اپنے آپ کو بچاؤ اور کسی کپڑے کو پرانا نہ سمجھو حتی کہ اس کو پیوند لگا لو۔ (ترمذی) یہ انتہائی قناعت کی تعلیم ہے کہ پیوند لگے کپڑے پہننے میں عار نہ ہو۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اس کی نعمتوں کا اثر بندے پر ظاہر ہو۔ (ترمذی) یعنی اگر مال اللہ تعالیٰ نے دیا ہو تو اچھے کپڑے پہننے چاہئیں۔ حضرت معاذ بن انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ

نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے لباس میں فضول خرچی سے اپنے آپ کو بچایا حالانکہ وہ اس پر قادر تھا تو کل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے سامنے اس کو بلائے گا اور جنت کے زیورات میں سے جو وہ چاہے گا اس کو پہنایا جائے گا۔ (ترمذی) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گندے کپڑے پہنے ہوئے حاضر خدمت ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس شخص کو کوئی چیز نہیں ملی کہ یہ اپنے کپڑے دھو سکے؟ (نسائی، مسند احمد) غرضیکہ حسب استطاعت فضول خرچی کے بغیر اچھے وصاف ستھرے لباس پہننے چاہئیں۔

دائیں طرف سے کپڑا پہننا سنت: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب قمیص زیب تن فرماتے تو دائیں طرف سے شروع فرماتے۔ (ترمذی) اس طرح کہ پہلے دایاں ہاتھ دائیں آستین میں ڈالتے پھر بایاں ہاتھ بائیں آستین میں ڈالتے۔

نیا لباس پہننے کی دعا: حضرت ابوسعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام رکھتے عمامہ یا قمیص یا چادر پھر یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْهِ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِهٖ وَخَیْرِ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ اے میرے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے یہ پہنایا، میں اس کپڑے کی خیر اور جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی خیر مانگتا ہوں اور اس کی اور جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (ابو داود، ترمذی)

ریشمی لباس کے متعلق آپ ﷺ کے ارشادات: ریشمی لباس پہننا مردوں کے لئے حرام ہے، البتہ ۲ یا ۳ یا ۴ انگل ریشمی حاشیہ والے کپڑے مردوں کے لئے جائز ہیں۔ نیز خارش اور کھجلی کے علاج کے لئے ریشمی لباس کا استعمال مردوں کے لئے جائز ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس مرد نے دنیا میں ریشمی کپڑے پہنے وہ آخرت میں ریشمی کپڑوں سے محروم کردیا جائے گا۔ (بخاری، مسلم) حضرت ابوموسی اشعریؓ روایت کرتے

ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ریشمی کپڑے اور سونے کے زیورات میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ (ترمذی) حضرت عمر فاروق ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ریشم کے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے مگر ایک یا دو یا تین یا چار انگلیوں کی مقدار۔ (بخاری، مسلم) حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت زبیر ؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کو خارش کے علاج کے لئے ریشم کے کپڑے پہننے کی اجازت عطا فرمائی۔ (بخاری، مسلم)

لباس میں کفار ومشرکین سے مشابہت: نبی اکرم ﷺ نے عمومی طور پر (یعنی لباس اور غیر لباس میں) کفار و مشرکین سے مشابہت کرنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان احادیث کی کتابوں میں موجود ہے: جس نے جس قوم سے مشابہت اختیار کی وہ ان میں سے ہوجائے گا۔ (ابوداود) لباس میں مشابہت کرنے سے خاص طور پر منع فرمایا گیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کو خالص زرد رنگ کے کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو فرمایا کہ یہ کافروں کا لباس ہے اس کو نہ پہنو۔ (مسلم) خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق ؓ نے آذربائیجان کے مسلمانوں کو پیغام بھیجا کہ عیش پرستی اور مشرکوں کے لباس سے بچو۔ (مسلم)

مردوں اور عورتوں کے لباس میں مشابہت: حضرت عبداللہ بن عباس ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی لعنت ہو ان مردوں پر جو عورتوں سے (لباس یا کلام وغیرہ میں) مشابہت کرتے ہیں، اسی طرح لعنت ہو ان عورتوں پر جو مردوں کی (لباس یا کلام وغیرہ میں) مشابہت کرتی ہیں۔ (بخاری)

پینٹ وشرٹ اور کرتا وپائجامہ کا موازنہ: جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے کہ لباس میں اصل جواز ہے، انسان اپنے علاقہ کی عادات واطوار کے مطابق چند شرائط کے ساتھ کوئی بھی لباس پہن سکتا ہے، ان شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ کفار ومشرکین کا لباس نہ ہو۔ پینٹ وشرٹ یقیناً مسلمانوں کی ایجاد نہیں ہے لیکن اب یہ لباس عام ہوگیا ہے چنانچہ مسلم اور غیر مسلم سب اس کو استعمال

کرتے ہیں۔ لہذا مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ پینٹ وشرٹ پہننا جائز ہے، البتہ پینٹ وشرٹ کے مقابلے میں کرتا و پائجامہ کو چند اسباب کی وجہ سے فوقیت حاصل ہے۔

۱) کرتا و پائجامہ عموماً سفید یا سفید جیسے رنگوں پر مشتمل ہوتا ہے جبکہ پینٹ وشرٹ عموماً رنگین ہوتی ہیں۔ احادیث صحیحہ کی روشنی میں امت مسلمہ متفق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب نبی اکرم ﷺ سفید پوشاک زیادہ پسند فرماتے تھے، نیز عام طور پر آپ ﷺ کا لباس سفید ہی ہوا کرتا تھا۔

۲) قیامت تک آنے والے انسانوں کے نبی حضور اکرم ﷺ کو قمیص بہت پسند تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی قمیص کے جو اوصاف احادیث میں ملتے ہیں وہ شرٹ کے بجائے موجودہ زمانے کے کرتے یعنی قمیص میں زیادہ موجود ہیں۔

۳) اگرچہ اس وقت پینٹ وشرٹ کا لباس مسلم وغیر مسلم سب میں رائج ہو چکا ہے لیکن ساری دنیا تسلیم کرتی ہے کہ پینٹ وشرٹ کی ابتداء مسلم کلچر کی دین نہیں جبکہ کرتہ و پائجامہ کی بنیادیں نبی اکرم ﷺ کے زمانے سے ہیں، کرتا یعنی نبی اکرم ﷺ کے قمیص کا ذکر کر چکا ہوں، جہاں تک پائجامہ کا تعلق ہے تو نبی اکرم ﷺ ہمیشہ تہبند کا استعمال فرماتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ پائجامہ استعمال کیا یا نہیں اس کے متعلق بعض محققین نے اختلاف کیا ہے لیکن تمام محققین ومحدثین وفقہاء وعلماء متفق ہیں کہ آپ ﷺ نے پائجامہ خریدا تھا اور صحابۂ کرام آپ ﷺ کی اجازت سے پائجامہ پہنتے تھے۔

۴) کسی بھی زمانہ میں دنیا کے کسی بھی کونے میں علماء وفقہاء کی جماعت نے پینٹ وشرٹ کو اپنا لباس نہیں بنایا۔

نوٹ: ان دنوں ہماری مسلم لڑکیوں حتی کی دینی گھرانوں کی بچیوں کا لباس غیر اسلامی ہوتا جا رہا ہے، چنانچہ نماز وروزہ کی پابندی کرنے والے گھرانوں میں بھی لڑکیوں کا جینس کی پینٹ پہننے کا کافی رواج ہو گیا ہے۔ مختلف تقریبات میں ایسا لباس پہن کر ہماری مسلم بچیاں شریک ہوتی ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی عالم اس کے جواز کا فتوی نہیں دے سکتا ہے، اس لئے ہمیں اپنی بچیوں کو ابتداء یعنی سات سال کی عمر کے

بعد سے ہی تنگ لباس مثلاً جینس پینٹ پہننے سے روکنا چاہئے تاکہ بالغ ہونے تک وہ ایسا لباس پہننے کی عادی بن جائیں جس میں شرم وحیا ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف آیت ۲۶ میں تقوی کا لباس پہننے کی تعلیم دی ہے۔ تقوی کا لباس وہی ہوگا جو نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کے خلاف نہ ہو، مثلاً ایسا تنگ اور باریک لباس نہ ہو جس سے جسم کے اعضاء نظر آئیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی اکرم ﷺ کی پاک سنتوں کے مطابق لباس پہننے والا بنائے۔

ٹوپی پہننا نبی اکرم ﷺ کی سنت وعادت کریمہ اور مسلمانوں کی پہچان

ننگے سر نماز پڑھنے سے نماز ادا تو ہو جائے گی مگر ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت بنانا صحیح نہیں ہے، فیشن اور کاہلی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی ہر ہر ادا ایک سچے اور شیدائی امتی کے لئے نہ صرف قابل اتباع بلکہ مر مٹنے کے قابل ہے، خواہ اس کا تعلق عبادات سے ہو یا روزمرہ کی عادات واطوار مثلاً طعام یا لباس وغیرہ سے۔ ہر امتی کو حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے کہ نبی اکرم ﷺ کی ہر سنت کو اپنی زندگی میں داخل کرے اور جن سنتوں پر عمل کرنا مشکل ہو ان کو بھی اچھی اور محبت بھری نگاہ سے دیکھے اور عمل نہ کرنے پر ندامت اور افسوس کرے۔ امت مسلمہ متفق ہے کہ آپ ﷺ عموماً سر ڈھانک کر ہی رہا کرتے تھے، جس کے لئے عمامہ یا ٹوپی کا استعمال فرماتے تھے، جیسا کہ احادیث وعلماء امت کے اقوال میں مذکور ہے۔ دنیا میں حدیث کی کوئی بھی مشہور کتاب ایسی موجود نہیں ہے جس میں آپ ﷺ کے عمامہ کا ذکر متعدد مرتبہ وارد نہ ہوا ہو۔

ہمیشہ سے اور آج بھی ٹوپی مسلمانوں کی پہچان ہے اور صحابہ وتابعین وتبع تابعین ومحدثین ومفسرین وفقہاء وعلماء وصالحین کا طریقہ ہے۔ لہذا ہم سب کو عمامہ وٹوپی یا صرف ٹوپی کا استعمال ہر وقت کرنا چاہئے۔ اگر ہر وقت ٹوپی پہننا ہمارے لئے دشوار ہو تو کم از کم نماز کے وقت ٹوپی لگا کر ہی نماز پڑھنی چاہئے۔ ننگے سر نماز پڑھنے سے نماز ادا تو ہو جائے گی مگر فقہاء وعلماء کی ایک بڑی جماعت کی رائے ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت بنانا صحیح نہیں ہے،

حتیٰ کہ بعض فقہاء وعلماء نے متعدد احادیث، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابی کا اپنے شاگرد حضرت نافعؒ کو تعلیم اور صحابۂ کرام کے زمانہ سے امت مسلمہ کے معمول کی روشنی میں ننگے سر نماز پڑھنے کو مکروہ قرار دیا ہے، جن میں سے حضرت امام ابوحنیفہؒ (۸۰ھ - ۱۵۰ھ) کا نام قابل ذکر ہے۔

ٹوپی سے متعلق احادیث مبارکہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مُحرِم (یعنی حج یا عمرہ کا احرام باندھنے والا مرد) کرتا، عمامہ، پائجامہ اور ٹوپی نہیں پہن سکتا۔ (بخاری ومسلم) معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں عمامہ اور ٹوپی عام طور پر پہنی جاتی تھی۔ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا، فرمارہے تھے کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔ (ترمذی) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے۔ (طبرانی) علامہ سیوطیؒ نے الجامع الصغیر میں تحریر کیا ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے۔ الجامع الصغیر کی شرح لکھنے والے شیخ علی عزیزیؒ نے تحریر کیا ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے۔ (السراج المنیر لشرح الجامع الصغیر ج ۴ ص ۱۱۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سفر میں کان والی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں پتلی یعنی شامی ٹوپی۔ (ابوشیخ اصبہانی نے اس کو روایت کیا ہے) شیخ عبدالرؤف مناویؒ نے تحریر کیا ہے کہ ٹوپی کے باب میں یہ سب سے عمدہ سند ہے۔ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۵ ص

۲۴۶) ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام کی ٹوپیاں پھیلی ہوئی اور چپکی ہوئی ہوتی تھیں۔(ترمذی)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی غزوۂ یرموک کے موقعہ پر ٹوپی گم ہوگئی تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میری ٹوپی تلاش کرو۔ تلاش کرنے کے باوجود بھی ٹوپی نہ مل سکی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا کہ دوبارہ تلاش کرو، چنانچہ ٹوپی مل گئی۔ تب حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے عمرہ کی ادائیگی کے بعد بال منڈوائے تو سب صحابۂ کرام آپ ﷺ کے بال لینے کے لئے ٹوٹ پڑے تو میں نے نبی اکرم ﷺ کے سر کے اگلے حصہ کے بال تیزی سے لے لئے اور انہیں اپنی اس ٹوپی میں رکھ لیا، چنانچہ میں جب بھی لڑائی میں شریک ہوتا ہوں یہ ٹوپی میرے ساتھ رہتی ہے، اور اسی کی برکت سے مجھے فتح ملتی ہے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے)۔(رواہ حافظ البیہقی فی دلائل النبوۃ والحاکم فی مستدرکہ ۲۲۹/۳) امام ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں تحریر کیا ہے کہ اس حدیث کے راوی صحیح ہیں ۳۴۹/۹۔)

حضرت امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں ایک باب باندھا ہے: باب السجود علی الثوب فی شدۃ الحر یعنی سخت گرمی میں کپڑے پر سجدہ کرنے کا حکم، جس میں حضرت حسن بصریؒ کا قول ذکر کیا ہے کہ گرمی کی شدت کی وجہ سے صحابۂ کرام اپنی ٹوپی اور عمامہ پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شہید وہ ہے جس کا ایمان عمدہ ہو اور دشمن سے ملاقات کے وقت اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے بہادری سے لڑے اور شہید ہو جائے، اس کا درجہ اتنا بلند ہوگا کہ لوگ قیامت کے دن

اس کی طرف اپنی نگاہ اس طرح اٹھائیں گے۔ یہ کہہ کر حضور اکرم ﷺ نے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو حدیث کے راوی ہیں اپنا سر اٹھایا یہاں تک کہ سر سے ٹوپی گر گئی۔ (ترمذی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے غلام نافع کو ننگے سر نماز پڑھتے دیکھا تو بہت غصہ ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ مستحق ہے کہ ہم اس کے سامنے زینت کے ساتھ حاضر ہوں۔ (علامہ ابن تیمیہؒ اور دیگر علماء نے اس واقعہ کو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے) حضرت زید بن جبیرؒ اور حضرت ہشام بن عروہؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (کے سر) پر ٹوپی دیکھی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) حضرت عبداللہ بن سعیدؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب (کے سر) پر سفید مصری ٹوپی دیکھی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) حضرت اشعثؒ کے والد فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ اشعریؓ بیت الخلاء سے نکلے اور ان (کے سر) پر ٹوپی تھی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) حدیث کی اس مشہور کتاب "مصنف ابن ابی شیبہ" میں متعدد صحابۂ کرام کی ٹوپیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، ان میں سے اختصار کی وجہ سے میں نے صرف تین صحابۂ کرام کی ٹوپی کا تذکرہ یہاں کیا ہے۔

ٹوپی سے متعلق علماء امت کے اقوال:

۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے مشہور فقیہ و محدث حضرت امام ابو حنیفہؒ کی رائے ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنے سے نماز تو ادا ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ فقہ حنفی کی بے شمار کتابوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ ہند و پاکستان و بنگلا دیش و افغانستان کے جمہور علماء فرماتے ہیں کہ ننگے سر نماز پڑھنے سے نماز تو ادا ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ علامہ ابن القیمؒ نے تحریر کیا ہے کہ آپ ﷺ عمامہ باندھتے تھے اور اس کے نیچے ٹوپی بھی پہنتے تھے، آپ ﷺ عمامہ کے

بغیر بھی ٹوپی پہنتے تھے اور آپ ﷺ ٹوپی پہنے بغیر بھی عمامہ باندھتے تھے۔(زاد المعاد فی ہدی خیر العباد) شیخ ناصر الدین البانیؒ کی رائے ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنے سے نماز تو ادا ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔(تمام المنۃ صفحہ ۱۶۴) شیخ ابن العربیؒ فرماتے ہیں کہ ٹوپی انبیاء اور صالحین کے لباس سے ہے۔ سر کی حفاظت کرتی ہے اور عمامہ کو جماتی ہے۔(فیض القدیر)

ایک اہل حدیث عالم مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ نے تحریر کیا ہے کہ سر اعضاء ستر میں سے نہیں ہے، لیکن نماز میں سر ننگے رکھنے کے مسئلہ کو اس لحاظ سے بلکہ آداب نماز کے لحاظ سے دیکھنا چاہیئے اور آگے کندھوں کو ڈھانکنے پر دلالت کرنے والی بخاری وموطا امام مالک کی روایات اور موطا کی شرح زرقانی (وتمہید)، ابن عبد البر، بخاری کی شرح فتح الباری، ایسے ہی شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی کتاب الاخیارات اور امام ابن قدامہ کی المغنی سے تصریحات واقتباسات نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ کندھے بھی اگرچہ اعضائے ستر میں سے نہیں ہیں، اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ نے ایک کپڑا ہونے کی شکل میں ننگے کندھوں سے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح سر بھی اگرچہ اعضاء ستر میں سے نہ سہی لیکن آداب نماز میں سے یہ بھی ایک ادب ہے کہ بلا وجہ ننگے سر نماز نہ پڑھی جائے اور اسے ہی زینت کا تقاضہ بھی قرار دیا ہے۔۔۔ ابتدائے عہد اسلام کو چھوڑ کر جب کہ کپڑوں کی قلت تھی اس کے بعد اس عاجز کی نظر سے کوئی ایسی روایت نہیں گزری، جس میں صراحتاً مذکور ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے یا صحابۂ کرام نے مسجد میں اور وہ بھی نماز باجماعت ننگے سر نماز پڑھی ہو، چہ جائیکہ معمول بنالیا ہو۔ اس رسم کو جو پھیل رہی ہے بند کرنا چاہیئے۔ اگر فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو

نماز مکروہ ہوگی۔ (فتاویٰ علماء اہل حدیث ج ۴ ص ۲۹۰۔۲۹۱۔۔۔۔ بحوالہ کتاب ٹوپی وپگڑی سے یا ننگے سر نماز؟)

ایک دوسرے اہل حدیث عالم مولانا محمد اسماعیل سلفی ؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضور اکرم ﷺ، صحابہٴ کرام اور اہل علم کا طریق وہی ہے جو اب تک مساجد میں متوارث ہے اور معمول بہا ہے۔کوئی مرفوع حدیث صحیح میری نظر سے نہیں گزری جس سے ننگے سر نماز کی عادت کا جواز ثابت ہو، خصوصاً باجماعت فرائض میں بلکہ عادت مبارکہ یہی تھی کہ پورے لباس سے نماز ادا فرماتے تھے۔۔۔ سر ننگا رکھنے کی عادت اور بلاوجہ ایسا کرنا اچھا فعل نہیں ہے۔ یہ فعل فیشن کے طور پر روز بروز بڑھ رہا ہے اور یہ بھی نامناسب ہے۔۔۔ اگر حسِ لطیف سے طبیعت محروم نہ ہو تو ننگے سر نماز ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ضرورت اور اضطرار کا باب اس سے الگ ہے۔ (فتاویٰ علماء اہل حدیث ج ۴ ص ۲۸۶۔۲۸۹۔۔ بحوالہ کتاب ٹوپی وپگڑی سے یا ننگے سر نماز؟)

سعودی عرب کے علماء کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ ٹوپی نبی اکرم ﷺ کی سنت اور تمام محدثین ومفسرین وفقہاء وعلماء وصالحین کا طریقہ ہے نیز ٹوپی پہننا انسان کی زینت ہے اور قرآن کریم (سورۃ الاعراف ۳۱) کی روشنی میں نماز میں زینت مطلوب ہے لہذا ہمیں ٹوپی پہن کر ہی نماز پڑھنی چاہئے۔سعودی عرب کے خواص وعوام کا معمول بھی یہی ہے کہ وہ عموماً سر ڈھانک کر ہی نماز ادا کرتے ہیں۔سعودی عرب میں ۱۶ سال کے قیام کے دوران میں نے کسی بھی سعودی عالم یا خطیب یا مفتی یا مستقل امام کو سر کھول کر نماز پڑھتے یا پڑھاتے یا خطبہ دیتے ہوئے نہیں دیکھا، بلکہ ان کو ہمیشہ سر ڈھانکے ہوئے ہی دیکھا۔

پہلا نکتہ:

بعض حضرات ٹوپی کا استعمال تو کرتے ہیں مگر ان کی ٹوپیاں پرانی، بوسیدہ اور کافی میلی نظر آتی ہیں۔ہم اپنے لباس ومکان ودیگر چیزوں پر اچھی خاصی رقم خرچ کرتے ہیں مگر ٹوپیاں پرانی اور بوسیدہ ہی استعمال کرتے ہیں۔حالانکہ سر کو ڈھانکنا زینت ہے جیسا کہ مفسرین ومحدثین وعلماء نے کتابوں میں تحریر کیا ہے اور نماز میں اللہ تعالیٰ کے حکم (خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ) کے مطابق زینت مطلوب ہے۔نیز ٹوپی یا عمامہ کا استعمال اسلامی شعار ہے،اس سے آج بھی مسلمانوں کی شناخت ہوتی ہے،لہذا ہمیں اچھی وصاف ستھری ٹوپی کا ہی استعمال کرنا چاہئے۔

دوسرا نکتہ:

نماز کے وقت عمامہ یا ٹوپی پہننی چاہئے،لیکن عمامہ یا ٹوپی پہننا واجب نہیں ہے۔لہذا اگر کسی شخص نے عمامہ یا ٹوپی کے بغیر نماز شروع کردی تو نماز پڑھتے ہوئے اس شخص پر ٹوپی یا رومال وغیرہ نہیں رکھنا چاہئے کیونکہ اس کی وجہ سے عموماً نمازی کی نماز سے توجہ ہٹتی ہے،خواہ تھوڑے وقت کے لئے ہی کیوں نہ ہو،البتہ نماز شروع کرنے سے قبل اس سر ڈھانک کر نماز پڑھنے کی ترغیب دینی چاہئے۔

خلاصۂ کلام:

عمامہ یا ٹوپی پہننا نبی اکرم ﷺ کی سنت وعادت کریمہ ہے کیونکہ احادیث وسیر وتاریخ کی

کتابوں میں جہاں جہاں بھی نبی اکرم ﷺ کے سر پر کپڑے ہونے یا نہ ہونے کا ذکر وارد ہوا ہے، آپ ﷺ کے سر پر عمامہ یا ٹوپی کا تذکرہ ۹۹ فیصد وارد ہوا ہے۔ نیز صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، فقہاء اور علماء کرام بھی عمامہ یا ٹوپی کا استعمال فرماتے تھے، نیز ہمیشہ سے اور آج بھی یہ مسلمانوں کی پہچان ہے۔لہٰذا ہم سب کو عمامہ وٹوپی یا صرف ٹوپی کا استعمال ہر وقت کرنا چاہئے۔اگر ہر وقت ٹوپی پہننا ہمارے لئے دشوار ہو تو کم از کم ٹوپی لگا کر نماز پڑھنی چاہئے۔ ننگے سر نماز پڑھنے سے نماز ادا تو ہو جائے گی مگر فقہاء وعلماء کی ایک بڑی جماعت کی رائے ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت بنانا صحیح نہیں ہے، حتی کہ فقہاء وعلماء کی ایک جماعت نے متعدد احادیث، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کا اپنے شاگرد حضرت نافعؒ کو تعلیم اور صحابۂ کرام کے زمانہ سے امت مسلمہ کے معمول کی روشنی میں ننگے سر نماز پڑھنے کو مکروہ قرار دیا ہے، جن میں سے حضرت امام ابوحنیفہؒ (۸۰ھ۔۱۵۰ھ) کا نام قابل ذکر ہے۔

وضاحت: یہ مضمون مردوں کے سر ڈھانکنے کے متعلق تحریر کیا گیا ہے، رہا خواتین کے سر ڈھانکنے کا مسئلہ تو امت مسلمہ متفق ہے کہ خواتین کے لئے سر ڈھانکنا فرض ہے، اس کے بغیر ان کی نماز ادا ہی نہیں ہوگی۔

AUTHOR'S BOOKS

IN URDU LANGUAGE:

حج مبرور، مختصر حج مبرور، حی علی الصلاۃ، عمرہ کا طریقہ، تحفۂ رمضان، معلومات قرآن، اصلاحی مضامین جلد ۱،
اصلاحی مضامین جلد ۲، قرآن وحدیث: شریعت کے دو اہم ماخذ، سیرت النبی ﷺ کے چند پہلو،
زکوۃ وصدقات کے مسائل، فیملی مسائل، حقوق انسان اور معاملات، تاریخ کی چند اہم شخصیات، علم وذکر

IN ENGLISH LANGUAGE:

Quran & Hadith - Main Sources of Islamic Ideology
Diverse Aspects of Seerat-un-Nabi
Come to Prayer, Come to Success
Ramadan - A Gift from the Creator
Guidance Regarding Zakat & Sadaqaat
A Concise Hajj Guide
Hajj & Umrah Guide
How to perform Umrah?
Family Affairs in the Light of Quran & Hadith
Rights of People & their Dealings
Important Persons & Places in the History
An Anthology of Reformative Essays
Knowledge and Remembrance

IN HINDI LANGUAGE:

क़ुरान और हदीस - इस्लामी आइडियोलॉजी के मैन सोर्स
सीरतुन नबी के मुख़्तलफि पहलू
नमाज़ के लिए आओ, सफलता के लिए आओ
रमज़ान - अल्लाह का एक उपहार
ज़कात और सदकात के बारे में गाइडेंस
हज और उमराह गाइड
मुख़्तसर हज्जे मबरूर
उमरह का तरीका
पारिवारिक मामले क़ुरान और हदीस की रोशनी में
लोगों के अधिकार और उनके मामलात
महत्वपूर्ण व्यक्ति और स्थान
सुधारात्मक निबंध का एक संकलन
इल्म और ज़िक्र

First Islamic Mobile Apps of the world in 3 languages
(Urdu, Eng.& Hindi) in iPhone & Android by Dr. Mohammad Najeeb Qasmi

DEEN-E-ISLAM HAJJ-E-MABROOR